www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے کہا: دیکھیے ڈاکٹر صاحب! یہ پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ یہ تجارتی ادارہ ہے کوئی خیراتی ادارہ تو ہے نہیں۔ جس کے پاس پیسہ نہیں اسے ہم کیسے علاج فراہم کر سکتے ہیں؟!

میں غمزدہ ہو کر بوجھل قدموں کے ساتھ ڈائریکٹر کے کمرے سے نکلا اور خاتون کے پاس آیا۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ اس کے بیٹے کی حالت سنبھلنے لگی تھی اور وہ تیزی سے صحت یاب ہو رہا تھا، علاج بند کرنے کا مطلب بہت واضح تھا کہ اس مریض کو پھر اسی حال کو پہنچا دیا جائے جس سے وہ بڑی مشکلوں سے نکلا تھا۔ پھر دفعتاً یہ ہوا کہ غیر ارادی طور پر میرا ہاتھ جیب کی طرف بڑھ گیا جہاں حج کے اخراجات کی رقم رکھی ہوئی تھی۔ میں ایک لمحے کے لیے اپنی جگہ رکا اور پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے رب سے ایک دعا کرتے ہوئے عرض کیا:

یا اللہ! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میرے دل میں تیرے گھر کے حج کا اور تیرے نبی کی مسجد کی زیارت کا کس قدر شوق تھا۔ اس کے لیے میں نے سالہا سال تک تیاری کی اور گن گن کر لمحات گزارے۔ لیکن آج میں تیرے ساتھ کیے ہوئے اس وعدے کو مؤخر کرنے پہ مجبور ہو گیا ہوں۔ تیری

بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ میری خطا معاف فرمانا۔ یہ کہہ کر میں کیشیر کے پاس گیا اور اپنے حج کی ساری رقم اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا: یہ اس بچے کے چھ ماہ کے علاج کا پیشگی خرچہ ہے۔ آپ خاتون سے کہہ دینا کہ ہسپتال کے پاس ایسے نادار مریضوں کے لیے ایک خصوصی فنڈ ہوتا ہے۔

ٹھیکیدار کی آنکھیں بھیگ گئیں اور اس نے سعید سے پوچھا: پھر تم نے حج کیسے کیا؟

میرا خیال ہے آپ جلد نتیجہ سننا چاہتے ہیں۔ شاید آپ میری داستان کی طوالت سے اکتا گئے ہیں؟ سعید نے ہنستے ہوئے کہا۔ ٹھہریے جناب! اس کہانی کا اگلا حصہ سماعت فرمائیے۔

میں بوجھل دل سے گھر لوٹا۔ مجھے اپنی زندگی میں ملنے والا حج کا یہ موقع ہاتھ سے نکلنے کا قلق بھی تھا لیکن اس بات پر خوشی بھی تھی کہ میں اس خاتون کی مدد کر سکا۔ اب اس کے بیٹے کا علاج ہوتا رہے گا۔ میرے آنسو میرے رخساروں کو تر کر رہے تھے کہ اسی عالم میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا ہوں اور لوگ مجھے سلام کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: تمہیں مقبول حج مبارک ہو۔ حاجی سعید! ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ مجھے ایک عجیب وغریب خوشی کا احساس ہو رہا تھا حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ میں حج نہیں کر سکا۔ بہرحال میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی تقدیر پر راضی ہو گیا۔

جیسے ہی میں نیند سے بیدار ہوا، میرے فون کی گھنٹی بجی اور دوسری جانب ہسپتال کے ڈائریکٹر کی آواز سنائی دی: سعید صاحب! ایک بڑے بزنس مین حج کرنا چاہتے ہیں اور ان کا اصرار ہے کہ وہ اس وقت تک حج کے لیے نہ جائیں گے جب تک ان کے ہمراہ ایک ایسا ڈاکٹر نہ ہو جو اعصابی امراض کا ماہر ہو۔ ان صاحب کا ذاتی معالج جو ان کے ساتھ جانے والا تھا اس کی اہلیہ اس وقت حمل کے آخری ایام میں ہے اور ڈاکٹر اس کو چھوڑ کر جانے کے لیے تیار نہیں۔ تو کیا آپ اس ڈاکٹر کی جگہ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج پر جانے کے لیے تیار ہیں؟ میں اس کو ناراض نہیں کرسکتا کیونکہ وہ ہسپتال کے آدھے شیئرز کا مالک ہے۔اس کی ناراضگی سے میری نوکری جاسکتی ہے، ڈائریکٹر نے کہا۔

کیا وہ مجھے حج کرنے کی اجازت دے گا؟ میں نے جواباً پوچھا۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو میں نے کہا: میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور ان سے کوئی معاوضہ بھی نہیں لوں گا۔ چنانچہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں میں نے حج کیا اور نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ کیا۔ ان صاحب نے میری خدمات سے خوش ہوکر جب مجھے کچھ رقم باصرار دینا چاہی تو میں نے انہیں وہی عورت والا قصہ سنا دیا۔ انہوں نے ساری بات سن کر ہسپتال کی انتظامیہ کو حکم دیا کہ اس بچے کا علاج ان کے خاص حساب سے کیا جائے اور ساتھ ہی یہ حکم بھی جاری کیا کہ ہسپتال میں ایک خاص فنڈ قائم کیا جائے جس سے نادار مریضوں کا علاج کیا جائے۔ انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس خاتون کے شوہر کو اپنی ایک کمپنی میں مناسب ملازمت بھی فراہم کردی۔

وہ شخص اٹھا، ڈاکٹر سعید کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا: واللہ! میں زندگی میں اس قدر شرمسار کبھی نہیں ہوا جس قدر آج ہوں، سعید بھائی! میں جب بھی حج کرتا ہوں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے بہت عظیم کام کیا ہے اور ہر حج کے بعد اللہ کے ہاں میرا درجہ اور بھی بڑھ جاتا ہوگا، مگر آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تمہارا حج میرے جیسوں کے حج سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔

میں نے تو بیت اللہ کا حج کیا ہے مگر تمہیں اللہ تعالی نے خود اپنے گھر بلایا۔ وہ بار بار یہی کہہ رہا تھا:

اللہ مجھے معاف کردے...... اللہ مجھے معاف کردے۔

مختارات، للعماد عبد الرؤف۔



# 47- انوکھی دعا

مسلمہ بن عبدالملک نے ایک قلعے کا محاصرہ کیا۔ مسلمانوں کو قلعے کی دیوار میں ایک جگہ اتنا بڑا سوراخ نظر آیا جس سے بمشکل ایک شخص داخل ہوسکتا تھا۔ لوگوں نے اس سوراخ کی طرف دیکھا ایک دوسرے کو توجہ دلائی۔ انہیں اندر کے حالات کی کوئی خبر نہیں تھی اس سوراخ کے پاس کتنے لوگ موجود ہیں۔ آیا اس شخص کو سوراخ سے نکلنے اور لڑنے کا موقع بھی مل پائے گا یا نہیں۔ یہ سیدھی سیدھی موت کو گلے لگانے والی بات تھی۔

لوگ ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ سب سے پہلے کون اس کے ذریعہ قلعے کے اندر جائے۔ اسلامی لشکر میں سے ایک غیر معروف شخص سامنے آیا اور کہا: میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اس سوراخ کے ذریعے قلعے کے اندر چلا گیا اور صورت حال کو سنبھال لیا اور اس کے بعد اور بھی بہت سے لوگ اس کے ذریعہ قلعے میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے قلعہ فتح کرلیا۔ فتح کے بعد مسلمہ بن عبدالملک نے اعلان کیا کہ ''صاحب نقب'' یعنی سوراخ کے ذریعہ سب سے پہلے اندر جانے والا شخص میرے پاس آئے۔ لیکن کوئی نہ آیا۔ اس نے دوبارہ سہ بارہ یہ اعلان کروایا۔

پھر اعلان کرنے والے کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: سپہ سالار سے میرے لیے ملاقات کی اجازت حاصل کرو۔ اعلان کرنے والے نے پوچھا: کیا آپ ''صاحب نقب'' ہیں۔ اس نے جواب دیا: میں اس کے بارے میں جانتا ہوں۔ اعلان کرنے والے نے مسلمہ کو بتایا۔ مسلمہ نے فوراً



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت دے دی۔ اس شخص نے مسلمہ سے کہا: ''صاحب نقب'' کی اپنے بارے میں کچھ بتانے کے لیے تین شرطیں ہیں۔ مسلمہ نے کہا: اس نے ایسا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ہم اس کی ہر شرط ماننے کے لیے تیار ہیں۔ اس نے کہا: پہلی شرط یہ ہے کہ خلیفہ کو اس کا نام لکھ کر نہ بھیجا جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اسے کسی انعام کی پیش کش نہ کی جائے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس سے اس کا نام نہ پوچھا جائے اور نہ یہ پوچھا جائے کہ اس کا تعلق کس قبیلے سے ہے۔ مسلمہ نے کہا: مجھے منظور ہے۔ اس شخص نے جواب دیا: میں ہی وہ شخص ہوں۔ مسلمہ اس واقعہ کے بعد جب بھی نماز پڑھتا تو یہ دعا ضرور کرتا:

'اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مَعَ صَاحِبِ النَّقْبِ'

اے اللہ! مجھے آخرت میں ''صاحب نقب'' کا ساتھ نصیب فرما۔

عيون الأخبار، لابن قتيبة:72/1۔

# 48- اللہ تعالیٰ کس طرح فریادیں سنتا ہے!!

یہ واقعہ بریدہ سعودی عرب میں 1361 ہجری میں پیش آیا۔ کچھ لوگ اونٹوں پر سفر کر رہے تھے۔ ان مسافروں میں عبداللہ سحان اور اس کا بیٹا ابراہیم بھی تھا۔ ان کے بیٹے کی عمر اس وقت تقریباً پندرہ سال تھی۔ موسم انتہائی گرم تھا۔ موسم کی شدت کا مقابلہ کرنے کے لیے انہیں بار بار پانی پینا پڑتا۔ پانی کا ذخیرہ ان کے پاس کم ہو رہا تھا جبکہ ابھی ایک لمبا سفر طے کرنا باقی تھا۔ عبداللہ بن سحان اس راستے اور راستے میں آنے والے کنوؤں اور تالابوں کے بارے میں بخوبی جانتے تھے۔ ان کی معلومات کے مطابق قریب قریب کوئی بھی کنواں نہیں تھا۔ انہیں پانی کے حصول میں شدید مشکلات کا



سامنا کرنا پڑ سکتا تھا۔

جب ان کے پاس پانی کا ذخیرہ خاصا کم ہو گیا اور ان کے لیے مزید سفر جاری رکھنا دشوار ہو گیا تو انہوں نے قافلے کو ایک جگہ ٹھہرایا اور وہ مفلح سبیعی کو ساتھ لے کر پانی کی تلاش کے لیے روانہ ہوئے۔ تلاش بسیار کے باوجود انہیں پانی نہ ملا۔ انہیں پیاس بھی ستانے لگی پھر وہ خطرناک لمحہ بھی آ گیا جب ان کے پاس پانی بالکل ختم ہو گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی پیاس بڑھتی گئی اور وہ نڈھال ہو گئے۔ بالآخر وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گئے اور پھر ان کے لیے کلام کرنا بھی دوبھر ہو گیا۔ وہ صرف اشاروں سے بات چیت کرنے لگے۔ اب سارے ظاہری اسباب ختم ہو گئے تھے۔ صرف اور صرف ایک ہی در کھلا تھا۔ انہوں نے بھی اسی در کی طرف توجہ کی اور بڑی عاجزی وانکساری سے اللہ تعالیٰ سے التجا شروع کر دی کہ وہ انہیں اس گمبھیر صورت حال سے نکالے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی التجا سنی۔ دور کہیں سے ایک بادل آیا اور ان کے اوپر یہ بادل کچھ دیر گرجا، پھر موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ پانی کے لیے ترسے ہوئے سیراب ہو گئے۔ انہوں نے خوب جی بھر کے پانی پیا اور اپنے پاس موجود مشکیزوں کو بھی بھر لیا۔ پھر واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا اور اطمینان کے ساتھ اپنے سفر پر رواں دواں ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ﴾

''مجبور جب انتہائی لاچاری کے عالم میں پکارتا ہے تو کون اس کی پکار کو سنتا ہے اور اس کی پریشانی دور کرتا ہے۔ اس نے تمہیں زمین میں خلفاء بنایا ہے۔ کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی اور معبود برحق ہے۔ تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔''

النمل: 62۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 49- اور میری کایا پلٹ گئی

ایک مراکشی نوجوان جو مغربی ماحول میں پلا بڑھا۔ مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کے ساتھ اس کا تعلق محض رسمی سا تھا۔ اسلامی تعلیمات کو اس نے کبھی اپنی زندگی کا حصہ نہیں بنایا۔ نماز بھی کبھی کبھار ہی پڑھتا تھا۔ نیکی اور بدی کے چکر میں وہ کم ہی پڑتا تھا۔ پھر یکا یک ایسا ہوا کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ ایک بدلا ہوا انسان تھا۔ یہ کیسے ہوا خود اس کی اپنی زبانی سنئے:

میں ایک مرتبہ ستائیس رمضان کو اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹیلیویژن پر حرم مکی سے نشر ہونے والی نماز تراویح دیکھ رہا تھا۔ حرم پاک کا ماحول اور ائمہ حرمین کی دل نشین تلاوت نے ایک سماں باندھ دیا تھا۔ ہر ہر لفظ دل و دماغ میں اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ایک آیت پر تو میں چونک ہی اٹھا اور میرے دماغ سے غفلت کے سارے بادل چھٹ گئے۔ امام صاحب بھی انتہائی پرسوز انداز میں اس آیت کو بار بار پڑھ رہے تھے۔ شاید انہیں بھی احساس تھا کہ مجھ جیسے کئی گنہگاروں کی روحیں اس سے گھائل ہو رہی تھیں۔ وہ آیت یہ تھی:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

''(اے میرے نبی) کہہ دیجئے! (کہ اللہ فرماتا ہے) میرے ایسے بندو جنہوں نے (گناہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ وہ بخشنے والا انتہائی مہربان ہے''۔ (الزمر: 53)



میں نے محسوس کیا کہ یہ آیت میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر گئی ہے۔ اس لمحے مجھے احساس ہوا کہ اللہ کی رحمت انتہائی وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ مجھے بھی اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔ جس لمحے میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا میں نے ایسی راحت اور طمانینت محسوس کی کہ دنیا کی کوئی نعمت اس کا متبادل نہیں ہو سکتی۔

المجلة العربية -

# 50- دن کے اولین اوقات کے لیے دعائے برکت

سیدنا صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ یہ دعا فرمائی تھی:

'اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا'

''اے اللہ! میری امت کے لیے دن کے اولین اوقات میں برکت عطا فرما۔''

رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ لشکر کو ہمیشہ صبح سویرے روانہ کرتے۔ راویِ حدیث صخر غامدی رضی اللہ عنہ تاجر تھے۔ وہ بھی سامانِ تجارت صبح سویرے بازار بھیج دیتے۔ یوں وہ بہت مالدار ہو گئے۔

سنن ابن ماجه، حديث: 2236.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 51- جنت کا طلب گار

ام ابراہیم ہاشمیہ بصرہ کی ایک عبادت گزار خاتون تھیں۔ ایک مرتبہ رومی عیسائیوں نے بصرہ پر چڑھائی کردی۔ بصرہ کے سرکردہ افراد لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگے۔ امیر لشکر عبدالواحد بن زید ایک دن کھڑے ہوئے اور جہاد کی ترغیب کے لیے اتنی مؤثر تقریر فرمائی کہ لوگوں کی نظروں میں دنیاوی آرائش وزیبائش حقیر ہوگئی اور وہ دنیا کے اس عارضی ٹھکانے کو خیر باد کہنے کے لیے تیار ہوگئے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اب دو ہی مقاصد تھے کہ یا تو اپنے دشمن کو شکست دے کر پسپا ہونے پر مجبور کیا جائے یا شہید ہوکر اللہ کے حضور سرخرو ہوکر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوا جائے۔

حاضرین کے درمیان سے ام ابراہیم آگے آئیں اور عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ابوعبید! آپ میرے بیٹے ابراہیم کو جانتے ہیں۔ بصرہ کے اونچے اونچے گھرانوں سے اس کے لیے رشتے آئے ہیں۔ لیکن اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں اپنے بیٹے کی شادی جنت کی اس حور سے کرونگی جس کی صفات آپ نے اپنی تقریر میں بیان فرمائی ہیں۔ کیا آپ میرے بیٹے کی شادی اس حور سے کرواسکتے ہیں؟ میرا بیٹا آپ کے ساتھ میدان جہاد میں جائے گا۔ ممکن ہے اللہ تعالی اسے شہادت عطا فرمائے اور قیامت والے دن اپنے والدین کا سفارشی بن جائے۔ عبدالواحد بن زید نے جواب دیا: اے محترم خاتون! اگر آپ نے ایسا کیا تو یہ آپ کی، آپ کے خاوند اور بیٹے کی بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ بیٹا جو یہ مکالمہ سن رہا تھا حاضرین کے درمیان سے بولا: اماں جان! مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔ ماں نے



پھر پوچھا: کیا تو اللہ کی رضا کے لیے جہاد کرکے جنت کی اس حور سے شادی کے لیے تیار ہے اور اس کے حصول کے لیے دل وجان سے اللہ کی راہ میں اپنی توانائیاں صرف کرنے اور گناہوں کو چھوڑنے کے لیے پرعزم ہے؟ بیٹے نے جواب دیا: اماں جان! اللہ کی قسم! میں راضی ہوں۔ پھر اس خاتون نے اللہ تعالی سے مخاطب ہوکر کہا:

'اللَّهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُ وَلَدِي هَذَا مِنْ هَذِهِ الْحُورِيَّةِ، بِبَذْلِ مُهْجَتِهِ فِي سَبِيلِكَ، وَتَرْكِ الْعَوْدَةِ إِلَى الذُّنُوبِ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ'

''اے اللہ! میں تجھے گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کی شادی جنت کی ایک حور سے کردی ہے۔ اس کے حصول کے لیے یہ تیری راہ میں اپنی ساری توانائیاں صرف کردے گا اور گناہوں کی طرف کبھی نہیں لوٹے گا۔ اے ارحم الراحمین مجھ سے یہ بیٹا قبول فرمالے''۔

پھر وہ خاتون اپنے گھر گئی اور دس ہزار دینار لا کر ابوعبید کے حوالے کیے اور کہا: یہ میرے بیٹے کا حق مہر ہے۔ اس کو آپ جہاد میں خرچ کریں۔ پھر اس نے اپنے بیٹے کے لیے ایک انتہائی عمدہ گھوڑا اور قیمتی ہتھیار خریدے۔ لشکر اپنی پوری تیاری اور عزم صمیم کے ساتھ نکلا اور سب کی زبانوں پر یہ الفاظ تھے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

''اللہ تعالی نے جنت کے بدلے میں مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کا سودا کرلیا ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے''۔ التوبة: ١١١۔

جب ام ابراہیم کے اپنے بیٹے سے علیحدہ ہونے کا وقت آیا تو اس عظیم ماں نے کفن اور خوشبو اپنے عزیز از جان بیٹے کے حوالے کی اور کہا: پیارے بیٹے! جب تم دشمن کے مدمقابل جانے لگو تو اسے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا لباس بنا لینا۔ انتہائی محتاط رہنا، اللہ کے راستے میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے۔ پھر اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا، ماتھا چوما اور کہا: اب ان شاء اللہ قیامت کو ملاقات ہوگی۔ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ میدان جنگ کی صورت حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: جب دشمن سے ہمارا سامنا ہوا تو ابراہیم اگلی صفوں میں تھے۔ انہوں نے بہت سے رومیوں کو قتل کیا اور پھر دشمنوں کی ایک بڑی تعداد نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔ کافی دیر تک وہ بے جگری سے لڑتے رہے۔ اکیلا آدمی اتنے زیادہ لوگوں کا کب تک مقابلہ کرسکتا ہے؟ آخر کار وہ شہید ہو کر اللہ کے ہاں سرخرو ہوگئے۔

جب لڑائی ختم ہوئی اور ہم مال غنیمت لے کر بصرہ واپس آئے تو اہل بصرہ نے ہمارا بھرپور استقبال کیا۔ ان استقبال کرنے والوں میں ام ابراہیم بھی تھیں۔ ام ابراہیم مجھے ملیں اور کہا: اگر میرا تحفہ قبول کرلیا گیا ہے تو مجھے مبارک باد دیجیے اور اگر قبول نہیں ہوا تو مجھ سے تعزیت کیجیے۔ عبدالواحد نے جواب دیا، آپ کا تحفہ قبول کرلیا گیا ہے۔ آپ کا بیٹا ابراہیم ان شاء اللہ دیگر شہداء کے ساتھ اللہ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہا ہوگا۔ ام ابراہیم نے اسی وقت سجدۂ شکر ادا کیا اور قربانی کی قبولیت پر اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی۔ اگلے دن ام ابراہیم میرے پاس آئی تو انتہائی مسرور تھی۔ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا: میں نے گزشتہ رات خواب میں دیکھا کہ میرا بیٹا ابراہیم انتہائی خوبصورت باغ میں ہے۔ وہاں ایک سبز رنگ کا انتہائی نفیس گنبد ہے۔ وہ ہیرے جواہرات سے مرصع ایک تخت پر بیٹھا ہے۔ اس نے سر پر ایک انتہائی خوبصورت تاج پہنا ہوا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا: اماں جان! خوش ہو جائیے! آپ کا دیا ہوا حق مہر قبول کرلیا گیا ہے اور دلہن کو دُلہا کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

مشارق الأشواق إلى مصارع العشاق، للحافظ ابن النحاس:1/215 ۔



# 52- اور زنگ اتر گیا

میں نے ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جس میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ شراب ہمارے دستر خوان پر دیگر مشروبات کی طرح موجود ہوتی۔ سودی لین دین میں بھی ہمیں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ مسجد میں جانے کی ہم نے کبھی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ ہمارے پڑوس میں ایک بہت بڑی مسجد تھی۔ اس مسجد میں شیخ ابراہیم خطیب تھے۔ لوگ ان کی شخصیت اور خطابت کو بہت پسند کرتے تھے لیکن ہمارے گھر والوں کو ان سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

ایک دن میں اپنے گھر کے بالا خانے پر موجود تھا اور مسجد سے شیخ ابراہیم کی آواز آرہی تھی۔ مجھے ان کی آواز میں بڑی کشش محسوس ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد میں بے اختیار مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ شیخ کی باتیں میرے دل و دماغ میں سرایت کر رہی تھیں۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میرے اندر لگا سالوں کا زنگ اتر رہا ہے اور میں بالکل ایک بدلا ہوا انسان ہوں۔

شیخ ابراہیم رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا رہے تھے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’أَيُّمَا جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ حَرَامٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ‘

’’جو جسم مالِ حرام سے پرورش پاتا ہے، جہنم ہی اس کے لیے سب سے مناسب جگہ ہے‘‘۔

مجھے یہ سن کر دھچکا سا لگا کہ ہم بے خیالی میں تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ اپنے لیے جہنم میں جانے کے اسباب کے ڈھیر لگا رہے ہیں۔ میرے دل میں آیا کہ اپنا گھر چھوڑ دوں، کسی اور جگہ چلا جاؤں، وہاں یہ راحت و آرام تو نہیں ہوگا، مشکلات کا سامنا ہوگا، لیکن جہنم کی آگ سے تو بچ جاؤں گا۔ بہر حال یہ کوئی چھوٹا فیصلہ نہیں تھا۔ ابھی مجھ میں ایسا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ میں نے اپنا گھر تو نہ چھوڑا لیکن اپنے گھر سے کھانا پینا ترک کر دیا۔ اب کیفیت یہ تھی کہ میرے گھر والے تو اپنے من پسند کھانے کھا رہے ہوتے اور میں دہی، پنیر اور روٹی وغیرہ لے کر کم سے کم پیسوں میں گزارا کر رہا ہوتا، کیونکہ میں اپنے والدین کے پیسے استعمال کرنا نہیں چاہتا تھا۔

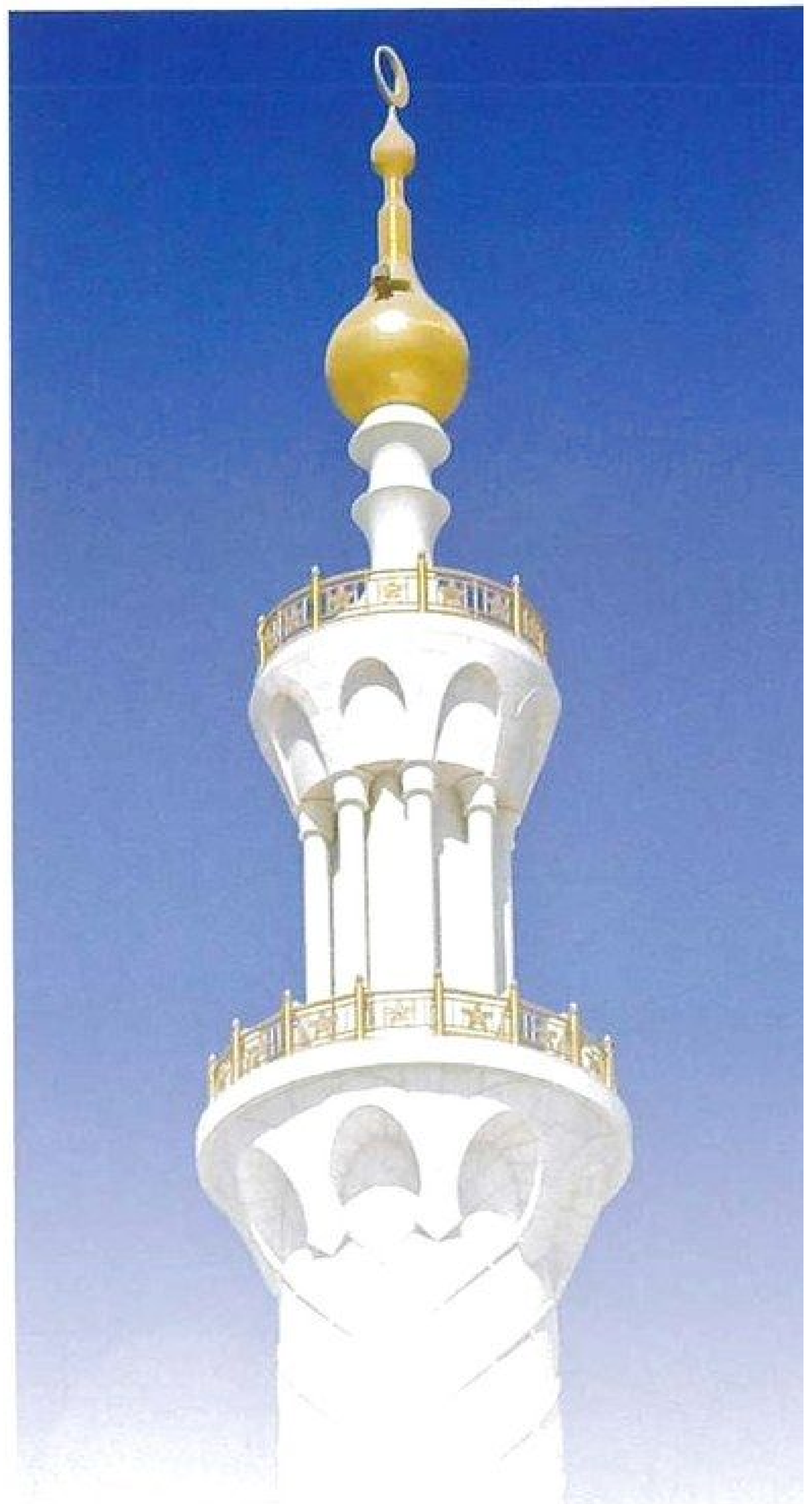

میری اس کیفیت پر والدہ بہت دکھی تھیں۔ میرے بغیر وہ بھی بادلِ نخواستہ ہی چند لقمے کھاتی تھیں۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ میں بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا کروں۔ وہ مجھے بڑے لاڈ و پیار سے سمجھانے کی کوشش کرتیں۔ میں انہیں بڑے احترام اور محبت بھرے انداز میں جواب دیتا: امی جان! آپ بھی جانتی ہیں کہ میرے باپ کا مال حرام ہے۔ اس میں سود کی آمیزش ہے۔ شراب ہمارے دستر خوان پر عام مشروب کی طرح استعمال ہوتی ہے۔ یہ روش ہمیں جہنم میں لے جائے



گی۔ آہستہ آہستہ والدہ بھی میرے ساتھ شامل ہو گئیں۔ اب انہوں نے نمازیں بھی پابندی سے ادا کرنی شروع کر دیں۔ پھر میری بہن بھی ہمارے ساتھ آملی۔ لیکن میرے والد کا تکبر، ضد اور انا برقرار رہی۔ وہ اپنی اس روش کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ہم نے ان کے ساتھ کبھی کوئی بدتمیزی نہیں کی۔ ہمارا رویہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔ ہم انہیں قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ان کے لیے رات کے آخری حصوں میں، قبولیت کی گھڑیوں میں دعائیں بھی کرتے رہے۔ آج بھی میرے کانوں میں اپنی والدہ اور بہن کی وہ التجائیں اور آہ وزاریاں گونج رہی ہیں۔

## قرآنی دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿201﴾

البقرة

ایک دن صبح کے وقت میرے والد نے ہمارے سامنے آ کر زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اور کہا: بیٹے! میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر وہ کام چھوڑ دوں گا جس سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو میں اور میرے والد دونوں مسجد میں گئے۔ پھر ہم نے باقاعدگی سے مسجد جانا شروع کر دیا۔ ہم بڑی توجہ اور دلچسپی سے شیخ ابراہیم کے دروس و خطبات سنتے، جن کی تقاریر ہمارے لیے ہدایت اور رہنمائی کا باعث بنی تھیں۔ الحمد للہ آج ہمارے گھر سے شراب، سود اور دیگر خبائث کا بالکل خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب ہر کام میں ہمارا گھرانہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو مقدم رکھتا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 53- نظر بد کا علاج

میں ایک مرتبہ کسی کام کی غرض سے ایک سرکاری آفس میں گئی۔ ایک شخص نے اس انداز میں مجھے گھور کر دیکھا کہ میرے سارے جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مجھے اس سے شدید گھبراہٹ اور دہشت کا احساس ہوا۔ میں جلدی سے اپنا کام ختم کر کے گھر پہنچی۔ گھر پہنچنے تک مجھے شدید تھکاوٹ کا احساس ہو رہا تھا۔ میرے قویٰ مضمحل اور اعصاب شل ہو چکے تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ بدن میں جان ہی نہیں ہے۔ میں ڈاکٹر کے پاس گئی۔ چیک اپ کے بعد اس نے بتایا کہ کوئی مسئلہ نہیں، نہ ہی پریشانی کی کوئی بات ہے۔ ہر چیز نارمل ہے۔ لیکن میرے جسم میں جان نہیں تھی۔ کوئی ایسی چیز تھی جو ڈاکٹروں کی پہنچ سے باہر تھی۔

میں نے اپنی بڑی نند سے ذکر کیا۔ وہ بڑی نیکوکار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ قرآن مجید سے دم بھی کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے نظر لگ گئی ہے، پھر انہوں نے قرآن مجید پڑھ کر دم کرنا شروع کیا تو میری حالت سنبھلنا شروع ہوگئی۔ جب انہوں نے اپنا دم مکمل کیا تو ایسے ہوگیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ میں پہلے کی طرح صحت مند اور پرسکون ہوگئی۔ یہ واقعہ پڑھتے ہی انسان کی توجہ حدیث نبوی میں موجود سیدنا سہل بن حنیف کے واقعہ کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔

امامہ بن سہل بن حنیف کہتے ہیں: میرے والد نہایت خوبصورت جسم کے مالک ایک پرکشش انسان تھے۔ ایک دفعہ وہ غسل کر رہے تھے کہ عامر بن ربیعہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے غور سے

جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی میں کوئی خوبی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کے لیے برکت کی دعا کرے۔

میرے والد کے جسم کو دیکھا اور کہا: واہ! میں نے اس قدر حسین وجمیل بدن تو آج تک دیکھا ہی نہیں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ سیدنا سہل بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اس صحابی کو نظر لگ گئی ہے۔ مجھے بتاؤ کہ ان کے غسل کرتے وقت کون وہاں سے گزرا تھا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ کے رسول! عامر بن ربیعہ وہاں سے گزرے تھے۔ آپ ﷺ نے عامر کو بلوایا اور فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کس بنا پر قتل کرتا ہے؟ جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی میں کوئی خوبی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کے لیے برکت کی دعا کرے۔ پھر آپ ﷺ نے عامر بن ربیعہ سے کہا کہ وہ وضو کریں۔ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں۔ اپنے دونوں گھٹنوں اور پوشیدہ اعضا کو بھی دھوئیں اور یہ سارا پانی ایک برتن میں جمع کر کے سہل بن حنیف پر چھڑکاؤ کر دیا جائے۔ اس طرح وہ شفایاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سہل بن حنیف بھلے چنگے ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

سنن ابن ماجه، حديث: 3509، قال الشيخ ناصر الدين الألباني: حديث صحيح۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 54- مچھلی کے پیٹ میں دعائے یونس علیہ السلام

یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی تھی:

'لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ، إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ'

''تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو پاکیزہ ہے، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں تھا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد رسی کی اور فرمایا:

﴿ وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿87﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿88﴾ ﴾

''مچھلی والے یونس علیہ السلام کو یاد کرو، جب کہ وہ غصہ سے چل دیے اور خیال کیا کہ ہم انہیں



نہ پکڑ سکیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھے کہ الٰہی آپ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، آپ (ہر کمزوری وعیب سے) پاک ہیں، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں ہو گیا۔ تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور انہیں غم سے نجات عطا کر دی۔ ہم اسی طرح مؤمنوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔''

الأنبيآء 21: 87، 88.

**قرآنی دعا**

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿16﴾

آل عمران

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا تھا: ''مچھلی والے کی دعا جبکہ اُس نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب کو پکارا تھا، کوئی بھی مسلمان کسی بھی معاملے میں اس دعا کے ساتھ رب تعالیٰ کو پکارے تو رب تعالیٰ اس کی فریاد رسی ضرور کرتا ہے۔''

'لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ'

''اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو پاک ہے بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں''۔

جامع الترمذي، حديث: 3505، ومسند أحمد: 17/1.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 55- ظالموں اور شریروں سے بچنے کی دعا

بعض لوگوں کو حکمران، حاسدین اور دیگر مختلف اداروں کے ذمہ داران ناجائز طور پر تنگ کرتے ہیں، احادیث میں ان کے شر سے بچنے کی دعائیں بتائی گئی ہیں، صبح وشام ان کو باقاعدگی سے پڑھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ظالموں، حاسدوں اور شریروں سے محفوظ رکھے گا۔

'اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، كُنْ لِي جَارًا مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَأَحْزَابِهِ مِنْ خَلَائِقِكَ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ يَطْغَى، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ'

''اے اللہ ساتوں آسمانوں کے رب، اور عرش عظیم کے رب، پناہ بن جائیے آپ میرے لیے فلاں بن فلاں سے اور اپنی مخلوق میں سے اس کے گروہوں سے، اس بات سے کہ ان میں سے کوئی ایک مجھ پر زیادتی یا سرکشی کرنا چاہے، آپ کی پناہ بہت مضبوط ہے آپ کی تعریف بڑی شان والی ہے آپ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں''۔ (یہ دعا ایک مرتبہ پڑھیں)

'اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيعًا، اللَّهُ أَعَزُّ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، الْمُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ أَنْ يَقَعْنَ عَلَى الْأَرْضِ، إِلَّا بِإِذْنِهِ، مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ، وَجُنُودِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَشْيَاعِهِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، اللَّهُمَّ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ'



''اللہ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق پر غالب ہے اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے کہیں زیادہ طاقت والا ہے جن سے میں خوف کھاتا اور ڈرتا ہوں۔ میں اس اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں جس نے ساتوں آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے مگر اس کی اجازت سے (گر سکتے ہیں) اے اللہ میں آپ کے فلاں بندے کے شر سے، اس کے لشکروں کے شر سے، اس کے پیروکاروں اور کے ساتھی جنوں اور انسانوں کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ ان کے شر سے آپ میرے لیے پناہ بن جائیے، آپ کی تعریف بڑی شان والی ہے، آپ کی پناہ بہت مضبوط ہے، آپ کا نام بابرکت ہے اور آپ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں''۔ (اسے تین مرتبہ پڑھیں)

### قرآنی دعا

لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿87﴾

الأنبياء

حصن المسلم اردو صفحہ 140 مطبوعہ دارالسلام۔

## تراشے

لوگ عام طور پر اس وقت کثرت سے دعائیں مانگتے ہیں جب انہیں کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے اور بلاشبہ یہ فطرت کا تقاضہ ہے مگر حدیث شریف میں جو ہمیں تعلیمات دی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ مصیبتوں اور تکلیفوں میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے تو اسے چاہیے کہ خوشحالی کے وقت کثرت سے دعا کیا کرے۔

یہ حدیث حسن ہے اور اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

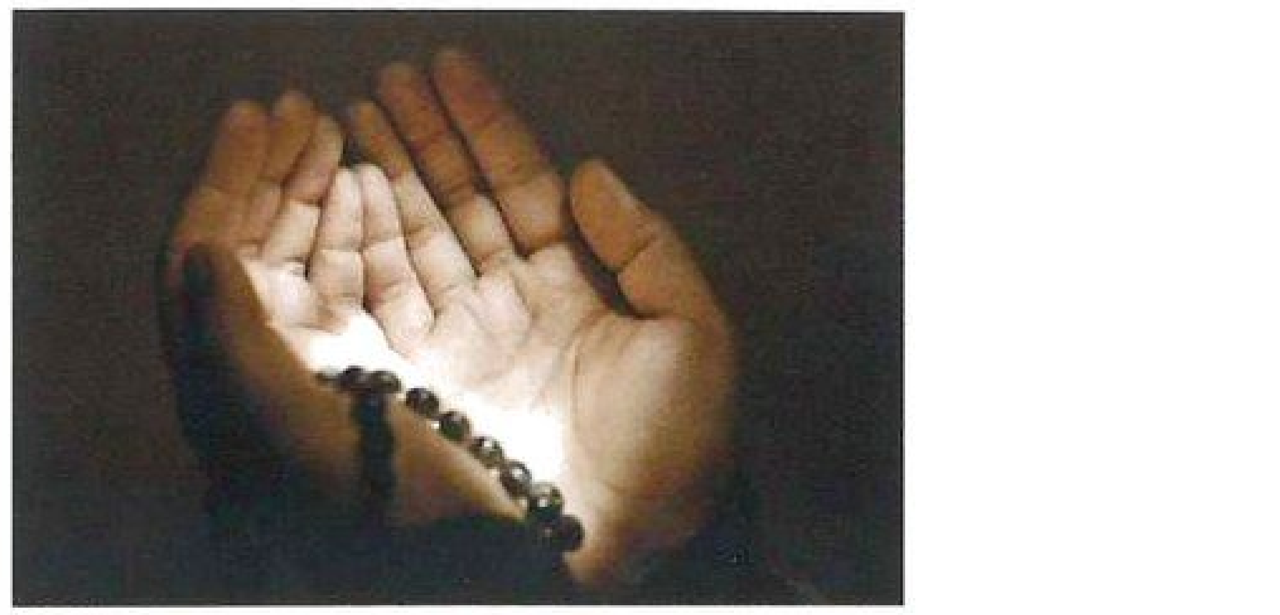

# 56- ماں کی دعا

ایک بوڑھی عورت اپنے بیٹے کے ساتھ اکیلی رہتی تھی۔ وہ اکلوتا بیٹا ہی اس کی متاع حیات تھا۔ وہ بڑی نیک صالحہ خاتون تھی۔ نماز، نفلی روزے، قیام اللیل اور تلاوت قرآن ہی اس کے مشاغل تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو بھی نیک وصالح دیکھنا چاہتی تھی لیکن بیٹا اس کی بات سننے کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ اس کی ساری پندو نصائح ایک کان سے سنتا اور دوسرے سے نکال دیتا۔ اس کا بیشتر وقت فلمیں اور ڈرامے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ ماں بیچاری ہر وقت کڑھتی رہتی۔ وہ جوان بیٹے کو کوئی سزا تو نہیں دے سکتی تھی۔ اس کے لیے سب سے کارگر ذریعہ دعا تھا، سو وہ اسے استعمال کر رہی تھی۔ وہ ہر نماز کے وقت اور رات کی تنہائیوں میں اللہ کے حضور گڑگڑا کر اپنے بیٹے کی ہدایت کے لیے دعا کرتی رہتی۔

حسب معمول وہ ایک رات اللہ کے حضور التجائیں کر رہی تھی۔ اسے اپنے بیٹے کے کمرے سے آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے اپنے بیٹے کے کمرے میں پہنچی۔ اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔ اس کا بیٹا ٹی وی بند کر کے اسے کمرے سے باہر پھینک رہا تھا اور کہہ رہا تھا: یہ شیطان کا پھندا تھا جس میں پھنسا کر شیطان نے مجھے دین سے دور کر دیا۔ یہ سارا منظر دیکھ کر اس ماں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے۔ یہ پہلے کی طرح پریشانی اور اضطراب کے آنسو نہیں تھے بلکہ یہ تو جذبہ سپاس گزاری اور تشکر کا اظہار تھا اور روحانی مسرت اور خوشی سے اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔ اللہ تعالی نے آج اس کی التجائیں سن لی تھیں۔ آج اسے اپنی شب بیداریوں اور ریاضتوں کا صلہ مل رہا تھا۔ اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴾

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں۔ اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں۔ یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے''۔

البقرۃ: 2/ 186۔

## قرآنی دعا

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (38)

آل عمران



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 57- تمہیں سات تسبیحات سے کس نے روکا ہے؟!

سلیمان بن عبدالملک بنوامیہ کا مشہور خلیفہ گزرا ہے۔ رجاء بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سلیمان کو کسی شخص کے بارے میں رپورٹ ملی کہ وہ اس کا شدید مخالف اور باغی ہے اور اس کے خلاف بغاوت کی قیادت کرسکتا ہے۔ سلیمان نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ پولیس کو حکم ملا کہ اسے زندہ یا مردہ گرفتار کرلیا جائے۔ ادھر اس شخص کو بھی اطلاع مل گئی کہ اس کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں چنانچہ وہ روپوش ہوگیا اور پناہ کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکنے لگا۔ ادھر پولیس بھی اس کی تلاش میں مختلف جگہوں پر چھاپے مارتی پھرتی تھی۔ وہ جہاں بھی جاتا اس کے واقف کار اسے بتاتے کہ پولیس تمہاری تلاش میں یہاں بھی آئی تھی۔ اس نے ایک ایسے علاقے میں جانے کا فیصلہ کیا جہاں پر امویوں کی علمداری ختم ہوجاتی تھی۔ وہ صحراء میں سفر کر رہا تھا۔ دور اس نے دیکھا کہ ایک شخص مصلی بچھائے نماز پڑھ رہا ہے۔ پہلے تو وہ ڈرا کہ کہیں یہ شخص اسے نقصان نہ پہنچائے۔ پھر اپنے آپ سے کہنے لگا کہ نہ تو تمہارے پاس سواری ہے نہ ہی نان ونفقہ جس کے چھن جانے کا تمہیں ڈر ہو۔ اس کی خشوع وخضوع والی لمبی نماز دیکھ اس کے ساتھ شریک ہوگیا اور اس کی اقتداء میں دو رکعت نماز ادا کرنے لگا۔ جو شخص نماز پڑھ رہا تھا اس نے جب سلام پھیرا تو اس کی طرف مڑ کر کہنے لگا: اللہ کے بندے تم کون ہو؟ اور کہاں مارے مارے پھر رہے ہو؟ اس نے کہا: خلیفہ کی پولیس میرے پیچھے لگی ہوئی ہے، کوئی مجھے پناہ دینے کی حامی نہیں بھر رہا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں ایک کمزور اور عمر رسیدہ



انسان ہوں۔ کہنے لگا: تمہیں سات تسبیحات سے کس نے روکا ہے؟!

میں نے پوچھا: سات تسبیحات سے تمہاری کیا مراد ہے؟

کہنے لگا: تم یوں کہو:

"سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْأَحَدِ الَّذِي لَيْسَ غَيْرُهُ إِلَهٌ، سُبْحَانَ الدَّائِمِ الَّذِي لَا نَفَادَ لَهُ، سُبْحَانَ الْقَدِيمِ الَّذِي لَا بَدْءَ لَهُ، سُبْحَانَ اللَّهِ يُحْيِي وَيُمِيتُ، سُبْحَانَ اللَّهِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ، سُبْحَانَ اللَّهِ خَلَقَ مَا يُرَى وَمَا لَا يُرَى، سُبْحَانَ الَّذِي عَلِمَ كُلَّ شَيْءٍ بِغَيْرِ تَعْلِيمٍ"

"پاک ہے وہ جو ایک اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پاک ہے وہ جو ہمیشہ رہنے والا ہے، اسے کبھی فنا نہیں، پاک ہے وہ جو ازل سے ہے اور اس کی کوئی ابتدا نہیں، پاک ہے وہ جو زندگی عطا کرتا اور موت دیتا ہے، پاک ہے اللہ جو ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے، پاک ہے اللہ جس نے ہر نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والے شے کو پیدا فرمایا، پاک ہے وہ جس نے ہر چیز کو بغیر کسی سے سیکھے ہوئے جان لیا"۔

میں اس کے پیچھے پیچھے دعا کے ان الفاظ کو دہراتا رہا حتی کہ یہ مجھے حفظ ہوگئے۔ وہ شخص وہاں سے روانہ ہوگیا اور یہ دعا مسلسل مانگنے سے مجھے اطمینان اور سکون میسر آ گیا۔ دل سے خوف اور ڈر ختم ہو گیا۔ حوصلہ پا کر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے ہر حالت میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانا ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ میں نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ جب میں اپنے گھر واپس پہنچ گیا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چلو تم خلیفہ سلیمان بن عبدالملک سے ملاقات کرو جو ہوگا دیکھ لیں گے۔ میں سلیمان بن عبدالملک کی ملاقات کے لیے دیوان میں آیا تو وہ ایسا دن تھا جس روز کوئی بھی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ سے عام ملاقات کرسکتا تھا۔ چنانچہ میں ایک ملاقاتی کے روپ میں اس کے دربار میں پہنچ گیا۔ خلیفہ ایک اونچی جگہ پر مسند لگائے بیٹھا ملاقاتیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر مجھ پر پڑی تو اس نے مجھے اشارہ کیا کہ میں اس کے قریب آجاؤں۔ میں اس کے قریب ہوا تو اس نے اشارہ کیا کہ مزید قریب آجاؤ۔ میں اپنی جگہ سے کھسکتا رہا اور وہ مسلسل مجھے اشارے سے مزید قریب کرنے کے لیے کہتا رہا۔ حتی کہ میں اس کی مسند کے پاس پہنچ گیا۔ اب اس نے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور میرے ساتھ مسند پر بیٹھ جاؤ۔ میں ہمت کرکے اس کی مسند پر بیٹھ گیا۔

اب خلیفہ نے مجھے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور میرے ساتھ مسند پر بیٹھ جاؤ۔ میں ہمت کرکے اس کی مسند پر بیٹھ گیا۔

خلیفہ مجھے کہنے لگا: لگتا ہے کہ تم جادوگر ہو جس نے مجھ پر جادو کردیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے تمہارے بارے میں خطرناک اطلاعات ملی ہیں کہ تم میرے باغی ہو۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین میں نہ تو جادوگر ہوں، نہ جادو جانتا ہوں نہ ہی میں نے آپ پر جادو کیا ہے۔

خلیفہ کہنے لگا: یہ کیسے ممکن ہے؟ میں تمہیں قتل کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا تھا۔ تم میرے باغی ہو اور باغی کی سزا قتل ہے۔ مگر جب تمہیں اپنے دربار میں دیکھا تو صبر نہ کرسکا اور تمہیں مسلسل اپنے قریب بلاتا رہا حتی کہ تم اب میرے ساتھ مسند پر بیٹھے ہو۔ یہ جادو نہیں تو اور کیا ہے؟

خلیفہ کہنے لگا: سچ سچ بتاؤ کہ ماجرا کیا ہے؟

میں نے اسے صحراء میں ملنے والے شخص اور اس کی دعا کے بارے میں بتایا اور کہا کہ یہ دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو میرے لیے مسخر کردیا ہے۔ خلیفہ نے نہ صرف مجھے معاف کردیا بلکہ انعام اور خلعت شاہی دے کر روانہ کیا۔



# 58- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن کا انجام

ایک اندھا شخص جس کا ہاتھ بھی مفلوج تھا اور سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا، بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا: اے اللہ! مجھے معاف فرما، لیکن مجھے لگتا نہیں ایسا ہوگا۔ لوگوں کو اس کی اس بات سے تعجب ہوا اور کہا: اللہ سے ڈرو، کیا اوٹ پٹانگ کہے جا رہے ہو۔ اس شخص نے کہا: اگر آپ میری پوری بات سنیں گے تو آپ بھی کہیں گے کہ میں ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں۔ پھر اس نے بتایا: میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ہم ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی اہلیہ بھی وہاں تھیں۔ اس گمبھیر صورت حال میں بھی انہوں نے پردے کا خاص اہتمام کر رکھا تھا اور انہوں نے اپنے چہرے کو بھی ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے انہیں تحکمانہ لہجے میں کہا: اپنے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ؟

وہ کہنے لگیں: کیوں؟

میں نے کہا: میں تمہارے چہرے پر تھپڑ مارنا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگیں: تمہیں پتا نہیں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں اس سے کیوں نہ حیا کروں جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا محسوس کرتے ہیں''۔ میرے دیگر ساتھی تو یہ جملہ سن کر شرمندہ ہوگئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن میں اپنی بات پر مصر رہا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے چہرے سے کپڑا ہٹانے پر کسی صورت بھی آمادہ نہ ہوئیں میں نے ویسے ہی ایک زناٹے دار تھپڑ ان کے چہرے پر رسید کر دیا۔ سیدہ نائلہ کہنے لگیں: اللہ تعالی تیری آنکھوں کو اندھا اور ہاتھ کو مفلوج کرے اور تمہیں کبھی معاف نہ کرے۔

اللہ کی قسم! میں جیسے ہی باہر نکلا میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور میرے ہاتھ نے کام کرنا چھوڑ دیا اور یہ خشک ہونے لگا۔ یہ دونوں دعائیں تو پوری ہو چکی ہیں مجھے خدشہ ہے کہ ان کی تیسری دعا بھی قبول کر لی جائے گی۔

مجابو الدعوة، ص:70

## تراشے

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارا رب بہت حیا کرنے والا سخی ہے، جب بندہ اس کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں خالی لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے''۔

سنن أبي داود، حديث: 1488۔

## قرآنی دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقفة وَاغْفِرْ لَنَا وقفة وَارْحَمْنَا وقفة اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿286﴾

البقرة



# 59- اے اللہ! میرے بیٹے کو قرآن کا عالم بنا دے

ایک خاندان انتہائی عسرت اور تنگدستی کی زندگی گزار رہا تھا۔ وہ شخص غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم بھی نہ دلا سکا۔ اس شخص کے بیٹے نے سوچا: مجھے گھریلو مشکلات کو کم کرنے کے لیے اپنے باپ کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ وہ مزدوری کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ایک جگہ اسے مزدوری مل گئی۔ شام کو وہ جب اجرت لے کر گھر پہنچا تو اسے یہ رقم والد کو پیش کرتے ہوئے حیا محسوس ہوئی۔ اس نے یہ پیسے باپ کے تکیے کے نیچے رکھ دیے۔ باپ اپنے بیٹے کی اس ساری کارروائی سے آگاہ تھا۔ اس کے جواب میں اس کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے:

'اللَّهُمَّ ارْزُقْ ابْنِي الْقُرْآنَ وَاجْعَلْهُ مِنْ أَهْلِهِ'

''اے اللہ! میرے بیٹے کو قرآن کا عالم اور اس پر عمل کرنے والا بنا دے''۔

یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا۔ بیٹے کی محنت ومزدوری بھی چلتی رہی، باپ کی دعا بھی جاری رہی۔ اب اس لڑکے کی عمر بیس سال ہو چکی تھی۔ ایک دن حسن اتفاق سے اس لڑکے کی ملاقات شہر کے سب سے بڑے مفتی سے ہوئی۔ مفتی صاحب کو اس سے چہرے سے اس کی ذہانت وفطانت کا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازہ ہوگیا۔ انہوں نے پوچھا: کیا کرتے ہو؟ لڑکے نے بتایا: جی محنت ومزدوری کرتا ہوں۔ انہوں نے مزید پوچھا: کیا ہفتے میں ایک دن پڑھائی کے لیے نکال سکتے ہو؟ لڑکے نے فوراً ہاں کردی اور دل ہی دل میں سوچا: شاید میرے والد کی دعا کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

لڑکے نے ہفتے میں ایک دن جانا شروع کردیا۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ چلتا رہا۔ لڑکے کا علمی ذوق بھی بڑھتا گیا اور مفتی صاحب کی سرپرستی میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ پھر یہ دورانیہ بھی بڑھنے لگا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ لڑکا تفسیر قرآن میں پی، ایچ، ڈی کی ڈگری لے رہا تھا۔ جب وہ اپنے مقالے کے بارے میں مناقشے کے لیے اساتذہ کے سامنے پیش ہوا وہ انتہائی جذباتی کیفیت میں تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بے اختیار بہہ رہے تھے۔

اساتذہ نے حیرانی سے پوچھا: ہم تو تمہارے مقالے سے انتہائی متاثر ہیں۔ تم نے ایک غیر معمولی مقالہ لکھا ہے۔ ہم تو یہاں تمہاری عزت افزائی کے لیے بیٹھے ہیں۔ ایسی بڑی کامیابی کے وقت یہ اضطراب اور پریشانی کیسی ہے؟ اس نے جواب میں ساری روداد سنادی اور بتایا کہ اپنے والد کی دعاؤں کی قبولیت کے احساس تشکر سے میری آنکھیں چھلک پڑی ہیں۔

بتصرف من شريط (رحمة الضعفاء) للشيخ محمد الشنقيطي إنتاج مؤسسة أحد.



# 60- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا

سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا تعلق بنو نجار سے تھا۔ قدیم الاسلام تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے بے حد محبت وعقیدت رکھتی تھیں۔ ان کی شادی زمانہ جاہلیت میں مالک بن نضر سے ہوئی تھی۔ جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جو خادم رسول کے نام سے مشہور ہوا۔ ہر ماں کو اپنی اولاد سے بڑی محبت ہوتی ہے۔ ام سلیم بھی اپنے لاڈلے انس کو خوشی خوشی کھلاتی اور بار بار تلقین کرتی تھیں کہ 'لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّـهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّـهِ' کہو۔ معصوم سا بچہ انس جب توتلی زبان سے ''لا الہ الا اللہ'' کہتا تو ام سلیم کو بے حد خوشی ہوتی۔ ان کا شوہر مالک اپنی بیوی سے سخت نالاں ہوتا اور کہتا:

'لَا تُفْسِدِي عَلَيَّ ابْنِي' ''میرے بیٹے کو بگاڑنے کی کوشش نہ کرو''۔ وہ اس کے جواب میں کہتیں: آپ فکر نہ کریں میں اسے بگاڑ نہیں سنوار رہی ہوں۔ مالک بن نضر شام چلا گیا وہاں کسی دشمن نے اسے حالت کفر میں ہی قتل کردیا۔

اللہ کے رسول ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اس عظیم خاتون نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت کے لیے گھر میں کوئی نو عمر لڑکا نہیں جو گھر کے چھوٹے موٹے کام کر سکے تو وہ چھوٹے سے انس کو لیکر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میں اس چھوٹے سے انس کو آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں، میرا یہ بیٹا آپ کا خادم



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انس بن مالک کو قبول فرمالیا۔ یہ آپ کے گھر کے چھوٹے موٹے کام کرنے لگے اور لوگوں میں خادم رسول اللہ ﷺ کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ خدمت چند برس نہیں بلکہ دس برس پر محیط ہے۔ اس دوران اللہ کے رسول ﷺ کے اعلی اخلاق کی شہادت وہ اس طرح دیتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ اس پورے عرصے میں اللہ کے رسول ﷺ نے نہ تو مجھے مارا نہ برا بھلا کہا حتی کہ اف تک نہیں کہا۔

کچھ عرصہ گزرا کہ ایک دن سیدہ ام سلیم اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نہایت لجاجت سے عرض کیا: 'یَا رَسُولَ اللّٰهِ! خَادِمُكَ، ادْعُ اللّٰهَ تَعَالَى لَهُ' اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ کا خادم انس ہے۔ اللہ تعالی سے اس کے لیے دعا فرمادیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ننھے سے انس کے لیے دعا فرمائی:

'اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ'

''اے اللہ! اس کو کثرت سے مال واولاد عطا فرما اور جو کچھ تو اسے عطا فرمائے اس میں برکت نصیب فرما''۔

قارئین کرام! کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اس دعا کا نتیجہ کیا نکلا؟ سیدنا انس خود فرماتے ہیں: اللہ نے مال اتنا دیا کہ مدینہ میں میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے جب کہ دوسرے سب لوگوں کے باغ سال میں ایک ہی مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ اولاد اتنی ہوئی کہ میرے بیٹوں اور پوتے پوتیوں کی تعداد اس وقت سو سے زیادہ ہے اور عمر اس قدر طویل ہوئی کہ اب مجھے مزید جینے کی تمنا نہیں اور اللہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

مکہ مکرمہ سے طائف جانے والے راستے کا خوبصورت منظر

# 61- اہلِ ثقیف کے لیے دعائے نبوی

عرب کے مشہور ترین قبائل میں سے ایک قبیلہ بنو ثقیف بھی ہے۔ یہ لوگ بڑے بہادر تھے اور طائف کے علاقہ میں رہتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ جب دعوت توحید لے کر طائف تشریف لے گئے تھے تو ان لوگوں نے آپ ﷺ سے جو بدترین سلوک کیا تھا وہ کسی سے مخفی نہیں مگر اس کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے ایک مرتبہ اس طرح دعا فرمائی تھی:

'اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا وَائْتِ بِهِمْ'

''یا اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس لے آ''۔

الطبقات الكبرى، لابن سعد: 159/2.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ کی دعا کے الفاظ اس طرح وارد ہیں:

'اَللّٰھُمَّ اھْدِ ثَقِیفًا'

''یا اللہ! ثقیف کو ہدایت عطا فرما۔''

جامع الترمذي، حديث: 3942، ومسند أحمد: 343/3.

قارئین کرام! دعائے نبوی کا حسنِ اثر ملاحظہ ہو: امام ابن اسحاق نے 'سیرت نبوی' میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں تبوک سے لوٹے تھے۔ اسی مہینے ثقیف کا وفد بھی حاضر خدمت ہوا تھا۔ انھوں نے اسلام قبول کرلیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو امان نامہ لکھ دیا۔ آپ نے عثمان بن ابو العاص کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ عثمان بن ابو العاص ان میں سب سے نوعمر تھے۔ تاہم انہیں دینی احکامات سمجھنے اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کا سب سے زیادہ شوق تھا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا:

''ان میں یہ لڑکا دینی احکامات کے سمجھنے اور قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرنے کا سب سے زیادہ شوق رکھتا ہے۔''

السيرة النبوية، ص: 618.

**تراشے**

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دعا عین عبادت ہے'' اور پھر آپ نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ (60)

''تمہارا رب کہتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا''

اسے ترمذی، احمد، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور حدیث صحیح ہے۔



# 62- سیدنا ابوسلمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی دعائیں

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند تھا۔ ان کے والد سردار ابوامیہ قریش کے مشہور سخی انسان تھے۔ ان کا لقب ''زاد الراکب'' یعنی مسافروں کو ساز و سامان فراہم کرنے والا تھا۔ سیدہ کی پہلی شادی اللہ کے رسول ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی ابوسلمہ بن الاسد سے ہوئی تھی۔ دونوں میاں بیوی ''السابقون الاولون'' میں سے تھے۔ ان کے درمیان مثالی محبت تھی۔ انہوں نے اسلام کے لیے بے حد قربانیاں دیں۔ خاص طور پر ہجرت مدینہ کے لیے انہوں نے جو جانی اور مالی قربانیاں دیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

ایک دن دونوں میاں بیوی مدینہ طیبہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گھر کا بڑا شاندار ماحول، آپس میں مثالی محبت، سیدہ ام سلمہ نے ابوسلمہ سے ایک آرزو کی اور خواہش ظاہر کی۔ کہنے لگیں: میں نے سنا ہے جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ خاوند جنتی ہو وہ عورت اپنے شوہر کے مرنے کے بعد شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں اکٹھا کر دے گا۔ اس لیے آؤ ہم دونوں باہم عہد کریں کہ تمہارے بعد نہ میں شادی کرونگی اور نہ تم میرے بعد شادی کرو گے۔ سیدنا ابوسلمہ اپنی اہلیہ کی بات سن کر گویا ہوئے: ام سلمہ! کیا تم میری ایک بات مانو گی؟ سیدہ بولیں: ہاں کیوں نہیں۔ ابوسلمہ کہنے لگے کہ اگر میری وفات ہو جائے تو تم دوسری شادی کر لینا۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی: اے اللہ! میرے بعد ام سلمہ کو مجھ سے بہتر شوہر عطا فرما جو نہ تو اسے تکلیف پہنچائے اور نہ ہی غمگین کرے۔

سیدنا ابوسلمہ نے جنگ بدر اور احد میں شرکت کی تھی۔ احد میں ان کو زخم لگا تھا جو بظاہر ٹھیک بھی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا تھا، بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو قبیلہ بنو اسد کے خلاف ایک لشکر کی قیادت کی ذمہ داری بھی سونپی تھی جس سے وہ کامیاب لوٹے اور دشمن کے اونٹوں اور بکریوں کی ایک تعداد پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ ڈیڑھ سو انصار و مہاجرین پر مشتمل یہ لشکر مالِ غنیمت سمیٹتا ہوا واپس آیا۔ یہ فوجی دستہ محرم 4 ہجری کا چاند نمودار ہونے پر روانہ کیا گیا تھا۔ واپسی پر سیدنا ابو سلمہ کا غزوہ احد والا زخم کھل گیا۔ انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ سے کہا: ام سلمہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے:

’لا تُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مُصِيبَةٌ فَيَسْتَرْجِعُ عِنْدَ مُصِيبَتِهِ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا فُعِلَ ذَلِكَ بِهِ‘

’’کسی مسلمان کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے اور یوں کہتا ہے: اے اللہ میری اس مصیبت میں مجھے اجر و ثواب دیجیے اور مجھ کو اس سے بہتر چیز عطا فرمائیے تو اس کے ساتھ اسی طرح کر دیا جاتا ہے‘‘۔

مسند الإمام أحمد، حديث: 16344۔

ایک دن اللہ کے رسول ﷺ صبح سویرے اپنے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے ان کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے وہاں سے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ رؤف و رحیم نبی کو خبر دی گئی۔ آپ واپس تشریف لائے اپنے مبارک و مطہر ہاتھوں سے ابو سلمہ کی آنکھوں کو بند کیا اور پھر چہرہ انور آسمان کی طرف کر کے ارشاد فرمایا:

’اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ‘

’’اے اللہ ابو سلمہ کی مغفرت فرمائیے، اس کا مقام و مرتبہ ہدایت یافتہ لوگوں کے درمیان بلند فرما دیجیے اور اس کے پس ماندگان کو اس کا اچھا جانشین عطا فرمائیے، اے رب العالمین! ہمیں بھی اور



اسے بھی معاف فرما دیجیے، اس کی قبر کو فراخ اور روشن کر دیجیے‘‘۔

صحيح مسلم، حديث: 920۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت غم زدہ تھیں۔ ایک دن انہیں اللہ کے رسول ﷺ کی وہ حدیث یاد آ گئی جو ان کے خاوند نے سنائی تھی جس میں ’اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا‘ کے الفاظ تھے۔ سیدہ نے ان الفاظ کو دہرایا تو ان کی محبتیں اور وفائیں یاد آ گئیں۔ اپنے طور پر کہنے لگیں:

’وَمَنْ عَسَاهُ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ‘

’’میرے لیے ابو سلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے‘‘۔

قارئین کرام! مگر دعا تو دعا ہے، اس کی اپنی ایک تاثیر ہے اور پھر جب اللہ کے رسول ﷺ نے بنفسِ نفیس سکھائی ہو تو ایسی دعا کے کیا کہنے؟! دعا تو عبادت ہوتی ہے انہوں نے اس دعا کو حرزِ جاں بنا لیا۔ وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ وہ وقت بھی آیا جب ان کی عدت پوری ہو گئی۔ ان کا تعلق بنو مخزوم سے تھا۔ خالد بن ولید کی رشتہ دار تھیں۔ بڑے معزز اور مکرم باپ کی نہایت سمجھ دار اور ذہین بیٹی تھیں۔ انہیں کئی کبار صحابہ کرام نے نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے مسترد کر دیا۔ اور پھر ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے خود ان کو نکاح کا پیغام بھجوا دیا۔

قارئین کرام! سیدہ ام سلمہ کو دعا کے الفاظ یاد آ گئے ’وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا‘ مجھے اپنے مرحوم خاوند سے بہتر عطا فرما اور پھر خود ہی اپنے دل میں کہنے لگیں: ’هَذَا هُوَ الْخَيْرُ‘‘ اللہ کے رسول ﷺ ابو سلمہ سے کہیں بہتر اور افضل ہیں۔ ابو سلمہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے شادی کر لی اور وہ ام المومنین کے عظیم اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو گئیں۔ بلاشبہ اللہ کے رسول کی زوجہ مکرمہ بننا ان کے لیے بہت بڑے شرف کی بات تھی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

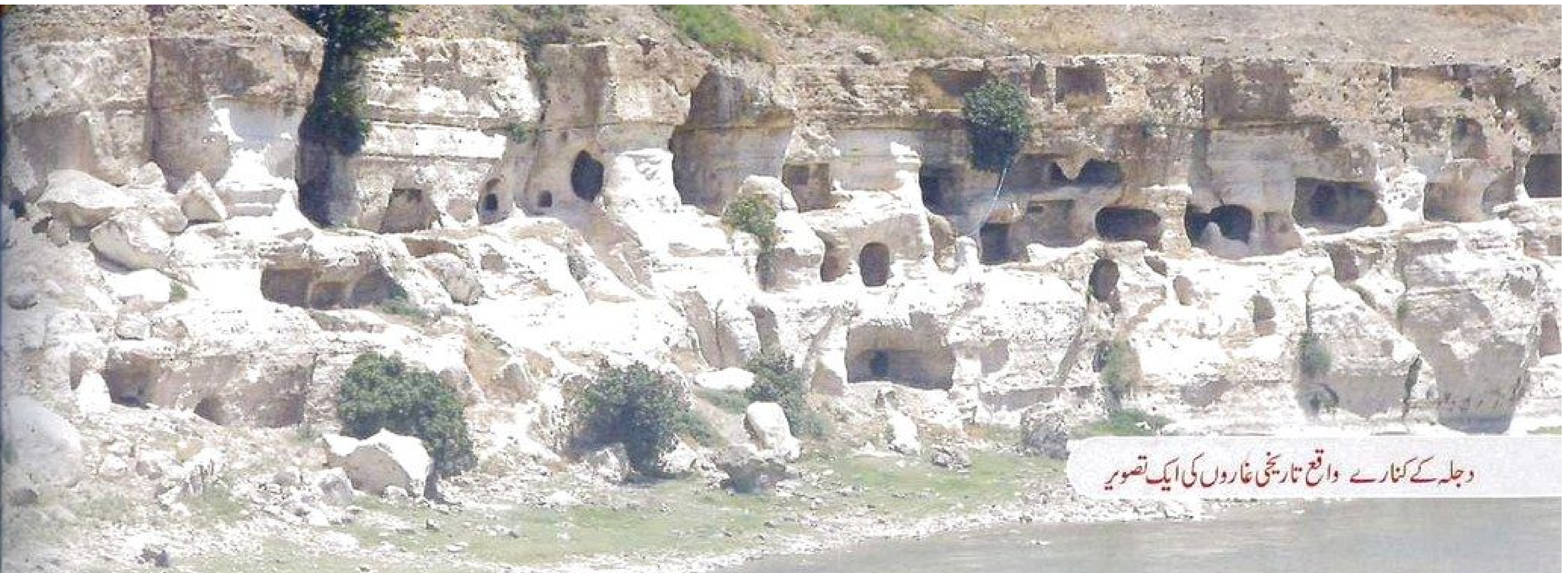

دجلہ کے کنارے واقع تاریخی غاروں کی ایک تصویر

# 63- ابو مسلم خولانی کی دعا

ابو مسلم خولانی یمن کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا مگر آپ ﷺ کی زیارت نہ کر سکے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ اپنے دور کے نہایت عبادت گزار مجاہد اور مستجاب الدعوات تھے۔ ایک مرتبہ یہ مسلمانوں کی فوج کے ساتھ دجلہ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ مسلمانوں نے دجلہ عبور کیا تو دریا میں طغیانی کے باعث نہ صرف کشتیوں کو نقصان پہنچا بلکہ بہت سارا سامان بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ دجلہ کی لہریں مختلف اشیاء کنارے پر پھینک رہی تھیں۔ سیدنا ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ فوج سے مخاطب ہوئے اور کہا:

''ہم اللہ کے بندے اور اس کے سپاہی ہیں اس کے دین کے دفاع کے لیے نکلے ہیں۔ ہمارا رب ہم پر مہربان ہے۔ وہ ہماری دعاؤں کو یقیناً سنتا ہے۔ سپاہیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا کوئی سامان گم ہو گیا ہو تو مجھے بتائے میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: میرا تھیلا گم ہو گیا ہے۔ انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے اور پھر اس شخص سے فرمایا: میرے پیچھے آؤ۔ وہ شخص آپ کے پیچھے گیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا تھیلا کسی چیز کے ساتھ اٹکا ہوا دریا کے کنارے پڑا تھا۔ اس نے اپنے تھیلے کو اٹھا لیا اور چلتا بنا۔ اللہ رب العزت نے اپنے موحد مجاہد کی دعا کو قبول فرما لیا تھا۔



# 64- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دعائیں

جزیرہ نمائے عرب میں بارش کی ہمیشہ سے بڑی اہمیت رہی ہے۔ یہ خطہ ایسا ہے جہاں بعض اوقات لمبی مدت تک بارش نہیں ہوتی۔ ایمان والے ہر دور میں قحط سالی یا بارش میں کمی کے موقع پر اپنے گھروں سے باہر نکل کر کسی کھلے میدان میں جمع ہو کر باران رحمت طلب کرنے کے لیے نماز استسقاء ادا کرتے رہے ہیں اور اللہ رحمٰن و رحیم سے دعائیں مانگتے رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا اپنی مبارک زندگی میں یہی معمول رہا کہ جب بھی ضرورت محسوس ہوئی آپ ﷺ بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے اور بارش ہو جاتی۔

رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ایک دفعہ ایسی ہی صورت حال صحابہ کرام کو پیش آ گئی۔ سیدنا عمر فاروق کے عہد خلافت میں قحط سالی کا سامنا ہوا تو امیر المؤمنین نے رسول اللہ ﷺ کے محترم چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدینہ سے باہر نکل کر نماز استسقاء ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگی۔ آپ اس موقع پر کن الفاظ سے دعا فرماتے ہیں؟ آیئے دیکھتے ہیں:

'اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا'

''الٰہی! ہم تیری جناب میں اپنے نبی ﷺ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا۔ آج ہم رسول اللہ ﷺ کے محترم چچا کو تیرے حضور وسیلہ بناتے ہیں۔ ہم پر بارش برسا۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اللہ تعالی نے دعا قبول فرمائی اور بارش شروع ہوگئی۔

صحيح البخاري، حديث: 1010 .

خلیفہ راشد ثانی کے عمل سے معلوم ہوا کہ جائز وسیلے کی تین صورتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی نیک زندہ آدمی سے دعا کروائی جائے۔ باقی دو جائز وسیلوں میں سے ایک تو نیک اعمال کا وسیلہ ہے یعنی اللہ تعالی کی بارگاہ میں اپنے نیک اعمال پیش کر کے ان کی برکت سے دعا قبول کرنے کی درخواست کی جائے جیسا کہ غار میں بند ہو جانے والے تین دوستوں نے کیا تھا۔ وسیلے کی دوسری جائز شکل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے اسمائے حسنی اور صفات علیا کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی جائے اور تیسرا جائز وسیلہ یہ ہے کہ کسی زندہ نیک آدمی سے دعا کروائی جائے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

**قرآنی دعا**

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ
وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ
مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ﴿80﴾

الإسراء

# 65- الحساب...... یوم الحساب

ایک شخص جس کا مطمح نظر بھی دیگر دنیادار لوگوں کی طرح صرف اور صرف پیسے کا حصول تھا۔ ان کی طرح اس کی زندگی کی فلاسفی بھی صرف مادہ پرستی کے گرد ہی گھومتی تھی کہ اپنے لیے زیادہ سے زیادہ مال واسباب، جائیدادیں اور بینک بیلنس جمع کرو۔ ان چیزوں کا حصول زندگی میں راحت وآرام کا باعث ہے۔ وہ شخص پبلک ٹرانسپورٹ سے ٹیکس جمع کرنے والے ادارے میں ملازم تھا۔ اس سلسلے میں ایک نوجوان داعی کا وہاں سے گزر ہوا، اس شخص نے نوجوان سے کہا: ''الحساب''، یعنی اپنا حساب پیش کرو۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا: 'الحساب، یوم الحساب' ''اصل حساب تو قیامت والے دن دینا پڑے گا''۔ پھر اس نے اپنے واجبات ادا کیے اور چل دیا۔

لیکن اس کے کہے ہوئے الفاظ ''الحساب، یوم الحساب'' نے اس شخص پر عجیب اثر کیا۔ یہ الفاظ اس کے ذہن سے نکلنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ہر وقت اس کے ذہن میں ایک ہی سوچ اور فکر تھی کہ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اس حساب کے لیے کیا تیاری کی ہے۔ میں دنیاوی مشاغل میں اتنا کھو گیا ہوں کہ اپنی زندگی کے اصل مقصد کو ہی بھول گیا ہوں۔ مجھے اس دن کے حساب کا بالکل خیال نہیں ہے۔ پھر اس کے اندر جما ہوا زنگ آنکھوں کے راستے باہر نکلنے لگا اور اس کی زبان پر یہی الفاظ بار بار آ رہے تھے:

'.... إِلَهِي ... عَفْوَكَ ....' "اے اللہ! مجھے معاف فرما"۔

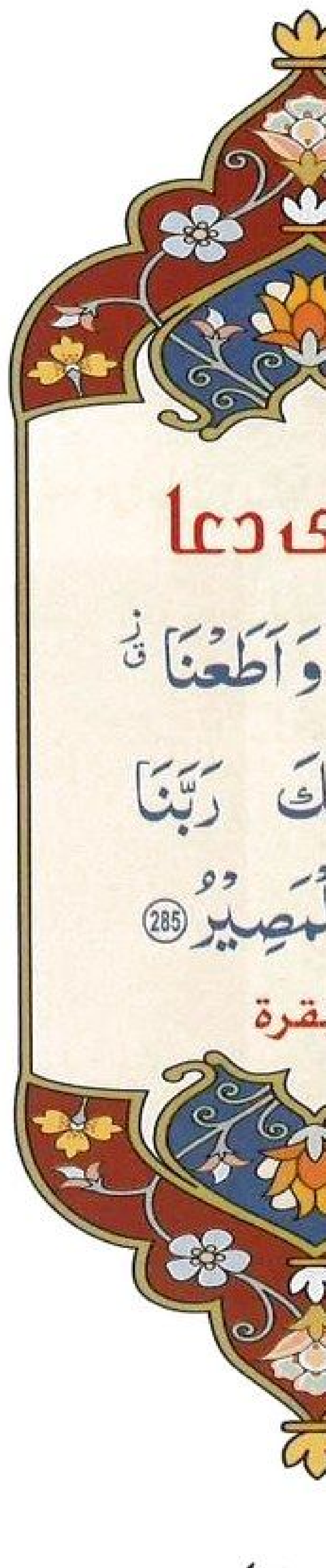


اس واقعہ کو کئی ماہ گزر گئے۔ یہ نوجوان داعی کسی مسجد میں نماز ادا کر رہا تھا۔ اسے ایک گھنی داڑھی والا شخص ملا، جس کے چہرے پر نیکی اور تقوی کے آثار تھے۔ اس گھنی داڑھی اور چہرے کے تقدس کی وجہ سے اس کی شخصیت انتہائی باوقار محسوس ہو رہی تھی۔ وہ شخص گرم جوشی سے اس داعی کو ملا اور کہا: مجھے پہچانا؟ نوجوان نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا: میں آپ کو نہیں پہچان سکا۔ اس نے کہا: میں وہی ٹیکس کلکٹر ہوں جسے آپ نے کہا تھا: 'الحساب، یوم الحساب' اصل حساب تو قیامت والے دن ہوگا۔ یہ مختصر سا کلمہ میرے لیے لمبی چوڑی تقریروں اور وعظ ونصیحت سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا۔ اس کلمہ نے میری زندگی ہی بدل ڈالی۔ میں اس وقت سے آپ کی تلاش میں تھا کہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کرسکوں۔ آج اللہ تعالیٰ نے ملاقات بھی کروا دی۔

اس کے بعد ان دونوں کے درمیان اللہ کی خاطر محبت اور برادرانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔

تأملات بعد صلاة الفجر، لعبدالحميد البلالي۔

# 66- درویش اور سلطان محمد فاتح

مسلمانوں کا وہ خواب جس کی تعبیر کے وہ صدیوں سے منتظر تھے پورا ہو گیا۔ بازنطینیوں کو شکست ہو گئی اور مسلمانوں نے قسطنطنیہ فتح کر لیا۔ فتح کے بعد اس کا نام اسطنبول ہو گیا۔ سلطان محمد الفاتح فتح کے بعد اپنے سفید گھوڑے پر توپ کاپی (Tophkopi) کی جانب سے شہر میں داخل ہو رہا تھا۔ سلطان کے ساتھ علماء، فوجی افسران اور دیگر قائدین تھے۔

ہزاروں لوگوں نے آیا صوفیا کے گرجے میں پناہ لے رکھی تھی جنہیں کسی معجزے کی توقع تھی کہ آخری وقت پر انہیں باحفاظت یہاں سے نکال لیا جائے گا۔ ان کے پادریوں نے ان میں یہ غلط فہمی پھیلا رکھی تھی کہ آسمان سے ایک فرشتہ اترے گا جو ان مسلمانوں کو بھسم کر دے گا۔ مسلمان آیا صوفیہ کے گرجے میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔ فرشتہ انہیں "جامبرلی طاش" نامی جگہ سے آگے نہیں بڑھنے دے گا۔ یہ جگہ کنیسہ سے بمشکل تین سو میٹر کے فاصلے پر تھی۔ یہ پادریوں کی باتوں پر یقین رکھنے والے چند لوگ تھے۔ شہر کے باقی لوگوں کو ان پادریوں کی باتوں پر یقین نہیں تھا۔ وہ نئے فاتح کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے راستوں پر کھڑے تھے۔

سلطان محمد فاتح اپنے سارے لاؤ لشکر کے ساتھ جا رہے تھے۔ عثمانی ترکوں سے ایک درویش سلطان کے سامنے آیا اور کہا: اے سلطان! ہماری دعاؤں کی اہمیت سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ یہ شہر ہماری دعاؤں کی بدولت فتح ہوا ہے۔ سلطان محمد فاتح مسکرایا پھر میان سے اپنی تلوار نکالی اور کہا: درویش صفت بزرگ محترم! مجھے دعاؤں کی اہمیت سے انکار نہیں ہے، لیکن اس فتح میں آپ کو اس تلوار کے کردار کو نہیں بھولنا چاہیے۔

روائع من التاريخ العثماني، لأورخان محمد علي، ص: ٤٢۔

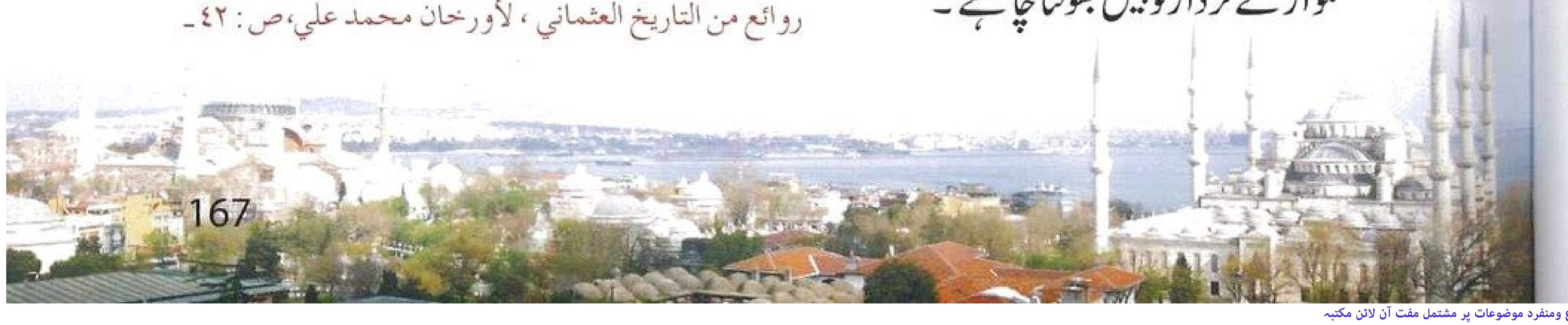



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 67- عمرو بن جموح کی دعا

سیدنا عمرو بن جموح کا تعلق بنو سلمہ سے تھا۔ یہ مدینہ طیبہ کے نمایاں افراد میں سے تھے۔ ان کے ایک پاؤں میں لنگ تھا اس لیے لنگڑا کر چلتے تھے۔ ان کے چار نوجوان بیٹے تھے۔ اس گھرانے کو یہ شرف حاصل ہوا کہ سارا گھرانہ ہی مسلمان ہوگیا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ بدر کی طرف روانہ ہونے لگے تو عمرو بن جموع بھی میدان جہاد کے لیے تیار ہوگئے۔ ان کے بیٹوں نے اپنے باپ کو روکا اور کہنے لگے: ابا جان! آپ پاؤں سے معذور ہیں آپ پر جہاد فرض نہیں ہے۔ اس لیے آپ نہ جائیں۔ عمرو رک گئے اور بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ مگر انہیں بدر میں شریک نہ ہونے کا ملال بہت تھا۔ ایک سال کے بعد غزوہ احد کا موقع آیا تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگے: میرے بیٹو! تم نے مجھے بدر میں جانے سے روکا تھا اب احد میں جانے سے مجھے روکنے کی کوشش نہ کرنا۔ بیٹوں نے کہا: ابا جان آپ تو شرعی طور پر جنگ سے معذور ہیں۔

قارئین کرام! شہادت کا یہ خواہش مند بوڑھا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لنگڑاتا ہوا شکایت لے کر پہنچ گیا۔ کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! میری اولاد مجھے اس خیر سے روک رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں آپ کے ساتھ احد میں نہ جاؤں۔ پھر ان کے دل کی تمنا زبان پر آگئی۔ کہنے لگے:

’وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أُسْتَشْهَدَ فَأَطَأَ بِعُرْجَتِي هٰذِهِ فِي الْجَنَّةِ‘

اللہ کی قسم! میری دلی خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہوکر اسی طرح لنگڑاتا ہوا جنت میں



جاؤں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی انہیں وہی بات فرمائی جو ان کی اولاد ان سے کہہ رہی تھی:

’أَمَّا أَنْتَ فَقَدْ وَضَعَ اللّٰهُ عَنْكَ الْجِهَادَ‘

’’آپ معذور ہیں اللہ نے آپ کو جنگ سے رخصت عطا کی ہے‘‘۔

بوڑھے عمرو پر جہاد فرض نہیں تھا مگر ان کا ذوق وشوق دیکھ کر آپ ﷺ نے ان کے بیٹوں سے فرمایا:

’وَلَا عَلَيْكُمْ أَنْ تَدْعُوهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَرْزُقَهُ الشَّهَادَةَ‘

’’آپ لوگ اگر انہیں احد میں جانے کے لیے بلا لیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہوسکتا ہے انہیں اللہ تعالی مقام شہادت پر فائز کر دے‘‘۔

سنن الكبرى للبيهقي: 9/24۔

عمرو بن جموح نے اپنی تلوار لی اور احد کے میدان کی طرف نکلنے لگے۔ گھر بار اور گھر والوں کی طرف دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگے:

اے اللہ! مجھے شہادت نصیب فرما اور مجھے میرے خاندان میں واپس نہ لانا۔

قارئین کرام! پھر یہ بوڑھا عمرو میدان جنگ میں پہنچ جاتا ہے۔ لڑائی ہوتی ہے اور جنگ کے اختتام پر خلعت شہادت پالیتا ہے۔ ان کی تمنا پوری اور دعا قبول ہوگئی۔ ان کی اہلیہ ہند بنت عمرو میدان احد میں پہنچ جاتی ہیں۔ ان کے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جموح میں گہری دوستی تھی۔ وہ بھی احد میں شہید ہوگئے۔ ان دونوں دوستوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’ذات الٰہی کی قسم! اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کو قسم ڈال دیں تو وہ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔ ان میں سے ایک عمرو بن جموح بھی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ جنت میں لنگڑاتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں‘‘۔

صحيح ابن حبان، حديث: 7024۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# 68- بوسیدہ ہڈیاں

ایک شخص لوگوں میں دینار العیار کے نام سے معروف تھا۔ دھوکہ دہی، فراڈ اور فسق وفجور ہی اس کے مشاغل تھے۔ اس کی والدہ ہروقت اسے سمجھاتی رہتی، لیکن وہ والدہ کی باتیں ایک کان سے سنتا اور دوسرے سے نکال دیتا۔ ایک دن اس کا گزر قبرستان سے ہوا۔ اسے ایک بوسیدہ ہڈی نظر آئی۔ اس نے بوسیدہ ہڈی کو پکڑا تو وہ بکھر گئی۔ اسے یہ دیکھ کر دھچکا سا لگا کہ یہ بھی میری طرح ایک انسان تھا۔ یہ بھی میری طرح سانس لیتا، چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا تھا۔ آج یہ خاک بن چکا ہے۔ کل مجھے بھی اسی طرح مر کر مٹی میں مل جانا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ دوبارہ اس خاک میں روح ڈال کر اٹھائیں گے اور گزری ہوئی زندگی کے متعلق پوچھیں گے تو میں کیا جواب دوں گا۔ یہ تو ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّـحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ 78
قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ 79﴾

''اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا اور کہنے لگا: ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے۔ آپ کہہ دیجیے ان کو وہی (اللہ) زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کی پیدائش کو خوب جانتا ہے۔ یس 36:78، 79۔



اس شخص کو اپنی سابقہ زندگی پر بڑی سخت ندامت ہوئی اور اس نے توبہ کرنے کا پختہ عزم کرلیا۔ اس نے آسمان کی طرف اپنا منہ اٹھایا اور کہا:

'إلٰهي! إليك مقاليد أمري، فاقبلني وارحمني'

''اے اللہ! میرا سارا معاملہ تیرے سپرد ہے۔ میری توبہ قبول فرما اور مجھ پر رحم فرما''۔

پھر وہ اپنی والدہ کے پاس گیا اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اپنی والدہ سے پوچھنے لگا: اماں جان! اگر کسی بھاگے ہوئے غلام کو اس کا مالک پکڑ لے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ اس کی والدہ نے بتایا کہ وہ اسے بیڑیوں میں باندھ کر رکھتا ہے۔ اسے کمتر لباس اور کھانا فراہم کرتا ہے۔ اس نے اپنی والدہ سے کہا: میں بھی خود کو ایک بھاگے ہوئے غلام کی طرح اللہ کے حضور پیش کرتا ہوں تاکہ وہ میری نافرمانی اور سرکشی سے درگزر کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کو اس گناہ گار کے آنے سے کتنی خوشی ہوتی ہے۔ فرمایا:

ایک بندہ کسی بیابان ریگستان میں سفر کررہا ہے۔ اس کے پاس محدود سا کھانے پینے کا سامان اور ایک سواری ہے۔ ایک جگہ وہ آرام کرنے کے لیے ٹھہرتا ہے۔ جب وہ سو کر اٹھا تو اس کی سواری سامان سمیت غائب ہوتی ہے۔ اب وہ فکرمند ہوجاتا ہے: میں سواری کے بغیر اس لق و دق صحرا کو کیسے عبور کروں گا۔ کھائے پیے بغیر کیسے زندہ رہوں گا؟ شاید اب اس صحرا میں سسک سسک کر مرنا ہی میرا مقدر ہے۔ وہ شخص انتہا درجے کی مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے۔ آپ اس کیفیت پر غور کریں اور سوچیں اگر اس شخص کو اچانک کھانے پینے کا سامان بھی مل جائے، سواری بھی مل جائے تو وہ کس قدر خوش ہوگا۔ جب کوئی نافرمان بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس بندے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

موقع مجلة الشباب.

www.KitaboSunnat.com

# 69- ذوالنون مصری کی دعا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرح ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے بھی فتنہ خلق قرآن کے دوران بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ یہ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔انہوں نے بھی اس فتنہ میں بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور حکومت کی تمام ترغیبات کو پائے حقارت سے ٹھکرادیا۔

قارئین کرام! یہ عباسی خلیفہ واثق باللہ کے دور کی بات ہے کہ اس نے بعض علمائے سوء کے کہنے پر انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا اور انہیں گرفتار کر کے لانے کا حکم جاری کیا۔ دربار میں چٹائیاں بچھادی گئیں۔ جلاد کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا۔ ذوالنون مصری جب دربار میں پہنچے تو لوگوں کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ خلیفہ انہیں سزا دینے کے بجائے خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ اس نے قیمتی خوشبو منگوا کر اپنے ہاتھ سے انہیں لگائی اور کہنے لگا: ابوالفیض! ہم نے خواہ مخواہ آپ کو مشقت میں ڈالا۔ آپ امن وسلامتی سے تشریف لے جائیں۔ جب وہ دربار سے نکل گئے تو ان کا وزیران سے کہنے لگا: ایسا منظر میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی شخص اس طرح معاف کر دیا گیا ہو۔ واثق نے کہا: تم نے صحیح کہا لیکن کیا تم نے دیکھا نہیں تھا کہ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے یقیناً وہ اللہ تعالی سے دعا کر رہا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسے نقصان پہنچاتے اور وہ شخص ہمارے خلاف بددعا کر دیتا تو ہماری شامت آجاتی۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑنے کا حکم دے دیا۔

الدعاء المأثور وآدابه، للحافظ أبي بكر الطرطوشي، ص: ١٥٦ بتصرف۔

# 70- مدینہ طیبہ کے لیے دعائے نبوی

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کے لیے حسب ذیل دعائیں فرمائی تھیں:

’اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ‘

’’اے اللہ! مدینہ میں مکہ سے دگنی برکت عطا فرما۔‘‘

صحيح مسلم، حديث: 1369.

آپ ﷺ کی ایک دعا اس طرح بھی وارد ہے:

’اَللّٰهُمَّ! حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَ صَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ‘

’’الٰہی! مدینہ بھی ہمارے لیے ویسے ہی محبوب بنادے جیسے تو نے مکہ کو ہمارے لیے محبوب بنایا تھا بلکہ مدینہ کو مکہ سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ مدینہ کے تمام عیب دور کردے۔ ہمارے لیے مدینہ کے صاع و مد (دو پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ مدینہ کے بخار کو جحفہ منتقل کر دے۔‘‘

صحيح مسلم، حديث: 1376.

اب دعائے رسول ﷺ کی برکات ملاحظہ کیجیے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”مدینہ کے راستوں پر فرشتے تعینات ہیں۔ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔“

صحیح مسلم، حدیث: 1379.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ کا پھل پک جاتا تو لوگ اسے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے۔ آپ پھل ہاتھ میں لیتے اور دعا فرماتے:

«اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ! إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَادَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ»

”الٰہی! ہمارے پھل میں برکت دے۔ ہمارے مدینہ میں برکت دے۔ ہمارے صاع میں برکت دے۔ ہمارے مد میں برکت دے۔

اے اللہ! ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا خلیل تھا۔ میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ اُس نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی تھی۔ میں تجھ سے مدینہ کے لیے وہی شے دگنی مانگتا ہوں جو اُس نے مکہ کے لیے مانگی تھی۔“

دعائے برکت کے بعد آپ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور اسے وہ پھل عنایت کرتے۔

صحیح مسلم، حدیث: 1373.

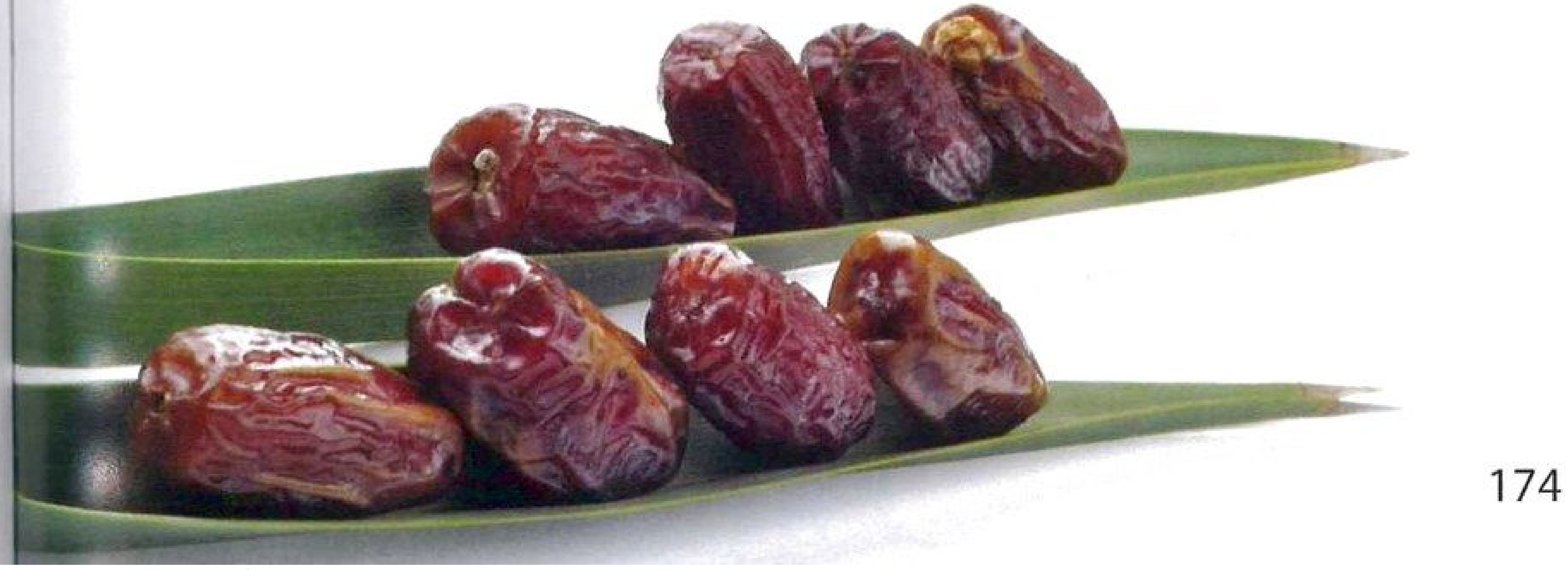



# 71- ابن خزیمہ کی دعا

ابن جریر، ابن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی اور محمد بن ہارون رویانی رحمہم اللہ جیسے علماء نے خود کو دینی تعلیم کے لیے مختص کیا ہوا تھا۔ اس کے لیے انہیں بڑی مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کے پاؤں کبھی ڈگمگائے نہیں۔ کئی دفعہ نوبت فاقوں تک جا پہنچی مگر وہ لوگ ایک عظیم مقصد کے لیے سب کچھ جھیلتے رہے۔ اسی طرح کے ایک موقع پر ان ائمہ کا سارا راشن ختم ہوگیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ بھوک کی شدت بڑھنے لگی۔ باہمی مشاورت سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ قرعہ اندازی کی جائے، جس کے نام قرعہ نکلے وہ کسی سے اپنی اس صورت حال کا تذکرہ کرے۔ قرعہ فال ابن خزیمہ کے نام نکلا۔

ابن خزیمہ کہنے لگے: میں کسی سے ذکر کرنے کی بجائے سب سے بڑے دربار میں التجا کروں گا جہاں سے کوئی نامراد نہیں لوٹتا۔ انہوں نے نوافل ادا کرنے شروع کر دیے۔ اس دوران دروازے پر دستک ہوئی۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو سامنے حاکم مصر کے نمائندے کھڑے تھے۔ وہ پوچھنے لگے: محمد بن نصر کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ محمد بن نصر ہیں۔ انہوں نے ایک تھیلی نکالی اس میں پچاس درہم تھے۔ وہ ان کے حوالے کی۔ پھر پوچھا: محمد بن جریر کون ہے؟ پچاس درہم ان کو بھی دیئے۔ ان لوگوں نے حیرانی سے پوچھا: امیر کو ہمارے بارے میں کیسے پتا چلا۔ حاکم مصر کے نمائندوں نے بتایا کہ گزشتہ دن وہ آرام کر رہے تھے کہ۔ انہیں خواب میں بتایا گیا کہ فلاں جگہ پر ہمارے کچھ بندے بھوکے ہیں ان کے کھانے کا انتظام کرو۔ انہوں نے یہ درہم بھیجے ہیں اور وہ آپ لوگوں سے حلف لینا چاہتے ہیں کہ جب یہ ختم ہو جائیں تو آپ اپنے کسی نمائندے کو ان کے پاس بھیج دیں۔

وقفات مع سلفنا الصالح: 318۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام بدر کی حالیہ تصویر

# 72- بدر کے شرکاء کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا

اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کرام سمیت جب مکہ سے ہجرت کے لیے نکلے تو ہر چیز اللہ کے لیے چھوڑ کر مدینہ آئے تھے۔ یہ خالی ہاتھ اور تہی دامن تھے۔ تن ڈھانپنے کے لیے کپڑے، پیٹ بھرنے کو کھانا اور نہ ہی سفر کے لیے سواری میسر تھی۔ مگر ان کے سینے ایمان سے منور تھے۔ مدینہ طیبہ آنے کے اگلے ہی سال دو ہجری میں بدر کے لیے نکلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے لیے بدر کے راستے میں بڑی خوبصورت اور پیاری دعا فرمائی تھی۔ آئیے سنن ابی داود کے حوالے سے اس دعا کو پڑھتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ وہ دعا کیسے قبول ہوئی تھی۔



عرب کے مانے ہوئے نہایت ذہین وفطین شخص سیدنا عمرو بن العاص کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ جب بدر کے لیے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے تین دعائیں فرمائیں:

'اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ،
اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ،
اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ'

"اے اللہ! یہ لوگ پیدل ہیں ان کو سواری عطا فرما۔ اے اللہ! ان لوگوں کے پاس کپڑے نہیں ان کو کپڑے پہنا۔ اے اللہ! یہ لوگ بھوکے ہیں ان کو شکم سیر کر دے۔"

سنن أبي داود، حديث: 2747۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ کی یہ تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو بدر کے دن فتح ونصرت عطا فرمائی۔ مسلمان بدر سے مدینہ طیبہ اس حالت میں واپس لوٹے کہ ہر ایک اپنے ساتھ ایک یا دو اونٹ لیے ہوئے تھا۔ انہوں نے کپڑے بھی زیب تن کیے اور کھانا بھی سیر ہو کر کھایا۔

## قرآنی دعا

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿25﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿26﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿27﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿28﴾

طٰه



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 73- اے اللہ میرے اخلاق کو بہتر کر دے

ایک رات ام درداء رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ابو درداء قیام اللیل کے دوران ایک ہی دعا مانگتے رہے:

'اللَّهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي فَأَحْسِنْ خُلُقِي'

''اے اللہ! تو نے میری شکل وصورت اچھی بنائی ہے میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے''۔

صبح کے وقت ام درداء نے پوچھا: آپ ساری رات ایک ہی دعا کرتے رہے ہیں؟ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: انسان کا اچھا اخلاق اسے جنت میں لے جاتا ہے اور برا اخلاق اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ انسان سو رہا ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف اس کی مغفرت کا سامان ہو رہا ہوتا ہے۔ ام درداء نے پوچھا: وہ کیسے؟ فرمانے لگے: اس کا بھائی تہجد پڑھتا ہے اور اپنے لیے اللہ سے معافی طلب کرتا ہے جو اسے عطا کر دی جاتی ہے پھر وہ اپنے اس بھائی کی مغفرت کے لیے دعا کرتا ہے۔ یہ دعا بھی اللہ کے ہاں شرف قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہے۔

الزهد للإمام أحمد، ص: 174۔

**قرآنی دعا**

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿16﴾

آل عمران



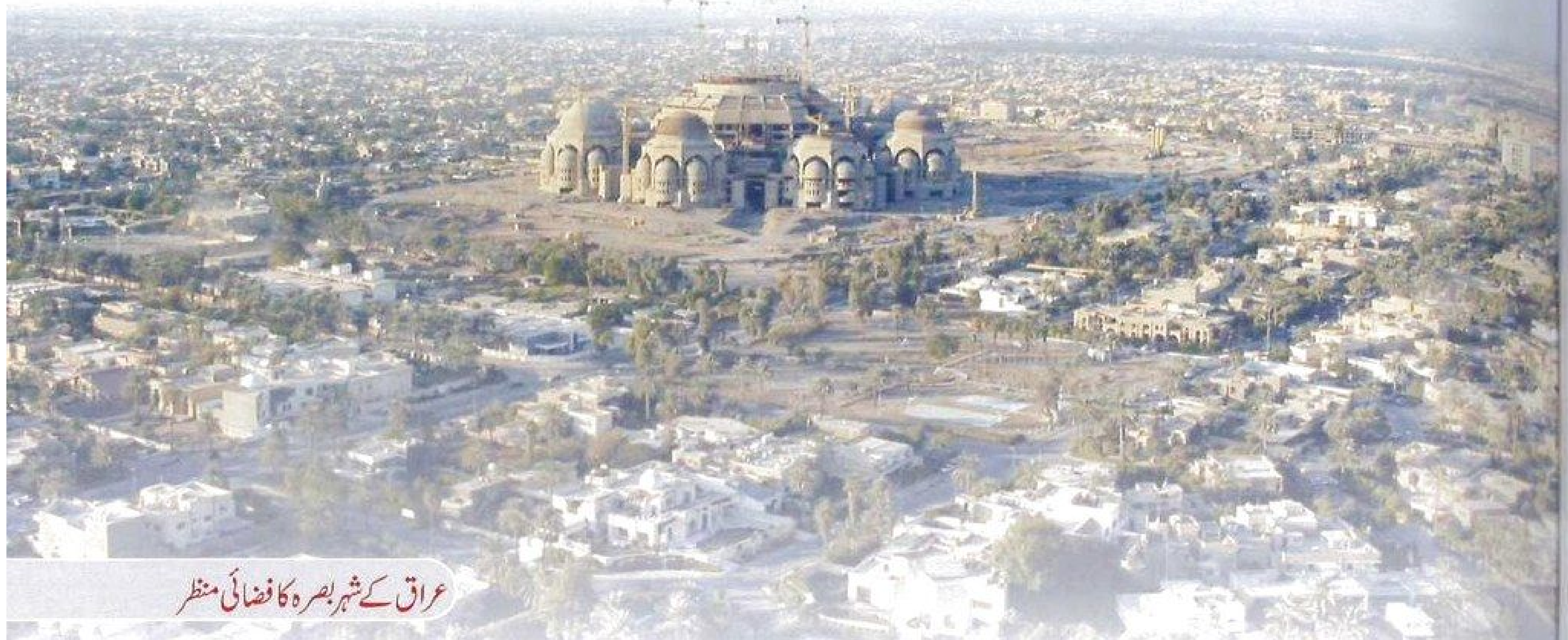

عراق کے شہر بصرہ کا فضائی منظر

# 74- ادعونی أستجب لکم

اہل علم ودانش میں سے ایک شخص ایک مرتبہ بصرہ تشریف لائے۔ ان کے گرد لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ اہل بصرہ ان سے پوچھنے لگے: ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾

''مجھے پکارو! میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا''۔

المؤمن: 60۔

انہوں نے جواب دیا: اہل بصرہ! آپ لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا: وہ کیسے؟ عالم کہنے لگے: اس کے دس اسباب ہیں:

1۔ تم اللہ کو پہچانتے تو ہو لیکن اس کا حق ادا نہیں کرتے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔تم لوگ قرآن پڑھتے تو ہو لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔

3۔تم رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعوی تو کرتے ہو،لیکن آپ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔

4۔تم شیطان کی دشمنی کا دعوی بھی کرتے ہو لیکن اطاعت بھی اسی کی کرتے ہو۔

5۔تم جنت میں داخلے کا دعوی تو کرتے ہو لیکن اس کے لیے کام نہیں کرتے۔

6۔تم آگ سے نجات کا دعوی تو کرتے ہو لیکن تم لوگوں کی کارستانیاں ایسی ہیں جو تمھیں جہنم میں لے جانے والی ہیں۔

7۔تم کہتے تو ہو:موت برحق ہے لیکن اس کے لیے کوئی تیاری نہیں کرتے۔

8۔لوگوں کے عیبوں کے پیچھے تو پڑے رہتے ہو مگر اپنے عیبوں کا تمھیں کوئی خیال ہی نہیں۔

9۔تم لوگ مردوں کو دفن کرتے ہو لیکن ان سے عبرت نہیں پکڑتے۔

10۔اللہ تعالی کی نعمتیں استعمال کرتے ہو لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

حلية الأولياء: 15/8

قرآنی دعا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿53﴾

آل عمران



# 75- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا

وہ اللہ کے رسول ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔مکہ مکرمہ میں شعب ابی طالب میں ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ان کی والدہ سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد عورتوں میں اسلام قبول کرنے والی دوسری عظیم خاتون تھیں۔سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کے والد ان کو لے کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی کو بوسہ دیا،اپنے مبارک لعاب دہن سے گھٹی دی اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

’فَكَانَ أَوَّلَ مَا دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ النَّبِيِّ الْمُبَارَكُ الطَّاهِرُ، وَدَخَلَتْ مَعَهُ التَّقْوَى وَالْحِكْمَةُ‘

’’اس طرح ان کو دنیا میں آنے کے بعد جو سب سے پہلی غذا ملی وہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک اور طاہر لعاب دہن تھا۔اور اس کے ساتھ ہی ان کی رگ رگ میں تقوی اور حکمت داخل ہو گئی‘‘۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قریشی ہاشمی تھے۔بڑے خوبصورت اور مؤدّب تھے۔فتح مکہ سے پہلے اپنے والد کے ہمراہ مدینہ تشریف لائے۔ان کی خالہ سیدہ میمونہ بنت حارث الہلالیہ اللہ کے رسول ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔آپ ﷺ نے ان سے 7 ہجری میں شادی کی تھی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ اپنے بچپن میں ایک دن اپنی خالہ کے گھر سوئے ہوئے تھے۔اللہ کے رسول ﷺ بھی اس رات سیدہ میمونہ کے گھر تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ رات کو تہجد کی نماز کے لیے اٹھے تو چھوٹے سے عبداللہ دوڑ کر گئے اور آپ ﷺ کے لیے پانی کا لوٹا لے آئے۔اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔اب اللہ کے رسول ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو یہ بھی وضو کر کے آگئے اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز تہجد کے لیے کھڑے ہو گئے۔آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ میرے برابر کھڑے ہو جاؤ۔مگر یہ پیچھے ہی کھڑے رہے۔جب اللہ کے رسول ﷺ نے نماز ختم کی تو پوچھا: عبداللہ تم نے میرے اشارے کے باوجود میرے پیچھے کھڑے ہو کر کیوں نماز ادا کی؟ عرض کی:

'یَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْتَ أَجَلُّ فِي عَيْنِي وَأَعَزُّ مِنْ أَنْ أُوَازِيَكَ'

''اللہ کے رسول ﷺ آپ کا مقام اور مرتبہ میرے ہاں بہت اعلیٰ اور بڑا ہے۔آپ نہایت عزت وشرف والے ہیں، میں آپ کے برابر کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں''۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے معصوم سے چچیرے بھائی کے جب یہ الفاظ اور جذبات سنے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھا لیا اور ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

'اللّٰهُمَّ آتِهِ الْحِكْمَةَ'

''اے اللہ اسے حکمت و دانائی عطا فرما''۔

المعجم الكبير للطبراني: 205/10

ایک اور روایت میں وہ خود بیان فرماتے ہیں:

'أَجْلَسَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ وَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ'

''اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا، میرے سر پر شفقت سے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی''۔



محترم قارئین! سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خوش قسمتی کے کیا کہنے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے متعدد مرتبہ دعا فرمائی: اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اس مبارک نبی ﷺ کی مبارک دعا کیسے شرف قبولیت کو پہنچتی ہے اور اس کے کیا اثرات نکلتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس کو 'حبر الأمة' کا خطاب ملتا ہے۔میرے نزدیک اس کا خوبصورت ترجمہ ''علامۂ امت'' بنتا ہے۔ان کا ایک لقب ''ترجمان القرآن'' بھی تھا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو کمسنی کے باوجود اپنی مجلس میں بٹھایا کرتے اور فرماتے: 'ذَاكَ فَتَى الْكُهُولِ' ''یہ ہے تو نوجوان مگر اس میں بڑی عمر کے لوگوں سے بڑھ کر عقل و ذہانت ہے''۔اور یہ بھی فرمایا: 'إِنَّ لَهُ لِسَانًا سَؤُولًا' اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ علم حاصل کرنے کے لیے کثرت سے سوال کرنے والا ہے۔ 'وَقَلْبًا عَقُولًا' ''اور یہ سمجھدار دل و دماغ کا مالک ہے''۔

ان کے بارے میں مشہور تابعی مسروق بن اجدع بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو ان کی خوبصورتی کو دیکھتا رہ گیا اور میں بے اختیار پکار اٹھا: 'أَجْمَلُ النَّاسِ' ''یہ خوبصورت ترین انسان ہیں''۔

جب انہوں نے گفتگو کی تو میں نے کہا: 'أَفْصَحُ النَّاسِ' ''یہ فصاحت و بلاغت میں یکتائے زمانہ ہیں''۔اور جب حدیث بیان کی تو کہہ اٹھا: 'أَعْلَمُ النَّاسِ' ''یہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی شخصیت ہیں''۔

المنتقى من كتاب الطبقات، لأبي عروبة.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 76- تحفظ الٰہی

متعدد عباسی خلفاء کے معتمد خاص ''منارہ'' اس واقعہ کے راوی ہیں:

دنیا میں حاسدین کی کمی نہیں، بعض لوگوں کو دوسروں کی خوشیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ وہ ان سے کسی طریقہ سے ان نعمتوں اور آسائشوں کو چھیننا چاہتے ہیں۔ زیر نظر دلچسپ کہانی ایک اموی رئیس کی ہے جو حاسدین کی نگاہ میں آگیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی دعاؤں کو سن لیا اور اس سے آزمائش کو ہٹا لیا۔ ان شاء اللہ یہ واقعہ بہت سے بھائیوں کے لیے رشد و ہدایت کا سبب بنے گا۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید کو اطلاع دی گئی کہ دمشق میں ایک آدمی کا سراغ ملا ہے جو بنو امیہ کی باقیات میں سے ہے۔ وہ نہایت دولت مند، صاحب ثروت اور علاقے کا بااثر رئیس ہے۔ غلاموں کی فوج اس کی خدمت کے لیے ہمہ وقت حاضر رہتی ہے۔ اس کے بیٹے گھڑسواری میں اور آلات حرب وضرب کے استعمال میں ماہر ہیں۔ غلاموں کی فوج ان کی قیادت میں آگے بڑھتی اور رومیوں پر حملہ آور ہوتی ہے۔ وہ آدمی نہایت دریا دل اور شاہ خرچ بھی ہے۔ اس کا دسترخوان بے حد وسیع ہے۔ وہ دربار خلافت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔



یہ اطلاع پا کر ہارون الرشید کو نہایت فکر لاحق ہوئی۔ یہ 186 ہجری کی بات ہے۔ ہارون الرشید حج سے واپسی پر کوفہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امین، مامون اور مؤتمن کی ولی عہدی کی بیعت بھی اس نے وہیں لی تھی۔

منارہ کا کہنا ہے کہ ہارون الرشید نے مجھے تخلیے میں یاد کیا۔ میں حاضر ہوا تو مجھ سے کہا: میں نے تمھیں بڑی اہم بات کے لیے بلایا ہے۔ مارے پریشانی کے میری تو راتوں کی نیند حرام ہوگئی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے مجھے بنو امیہ کے اس رئیس کے متعلق بتایا۔

اس نے کہا سو شتر سواروں کے ہمراہ ابھی دمشق روانہ ہو جاؤ۔ میرا یہ خط اس اموی رئیس کو دینا۔ یہ بیڑیاں بھی لیتے جاؤ۔ اس اموی کے ہاں جانا۔ وہ بات سنے اور تابع فرمان ہو تو اسے یہ بیڑیاں پہنانا اور میری خدمت میں حاضر کرنا۔ نہ مانے تو امیر دمشق کو ساتھ ملانا اور اسے اٹھا کر لے آنا۔ تمھارے پاس تیرہ دن ہیں۔ ان میں چھ دن جانے کے، چھ آنے کے اور ایک دن وہاں قیام کے لیے ہے۔ ہاں یہ رہا محمل۔ اس کے ایک طرف تم خود بیٹھنا اور دوسری طرف اسے بٹھانا۔ اس کی نگرانی بذات خود کرنا۔ کسی کو مت سونپنا۔ یہاں سے روانگی کے بعد چودھویں دن تمھیں واپس یہاں ہونا چاہیے۔ اس کی حویلی میں جا کر ہر چیز غور سے دیکھنا۔ یہ دیکھنا کہ گھر میں کون کون رہتا ہے، اس کے حاشیہ بردار کتنے ہیں، نوکر چاکر اور غلام کتنی تعداد میں ہیں، یہ بھی دیکھنا کہ وہ کتنی آسودگی میں ہے؟ وہ جو کچھ کہے، حرف بحرف یاد رکھنا۔ دیکھنا کوئی شے رہ نہ جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''منارہ کہتے ہیں کہ میں نے ہارون الرشید کو الوداع کہا اور روانہ ہو گیا۔ ہم اونٹوں پر سوار ہوئے اور منزلیں طے کرتے ہوئے چلتے گئے۔ صرف نماز پڑھنے کے لیے سواریوں سے اترتے، قضائے حاجت کے لیے پڑاؤ کرتے یا ستانے کے لیے۔

چھٹے روز دن ڈھلے ہم دمشق جا پہنچے۔ شہر کی فصیل کے دروازے بند تھے۔ ہم نے دستک دینی مناسب نہ سمجھی اور شہر کے باہر ہی پڑے رہے۔ صبح سویرے دروازہ کھلا تو ہم سفر کے لباس میں ہی شہر میں داخل ہو گئے۔ میں فوری طور پر شہر کے بیچوں بیچ واقع اموی کی حویلی پہنچا۔ حویلی کے اردگرد سائبان کھڑے تھے۔ سائبانوں میں اس رئیس کے حاشیہ بردار محو استراحت تھے۔ میں اجازت لیے بغیر حویلی میں جا گھسا۔ دربانوں نے مجھے روکنا چاہا تو میرے ہمراہیوں نے انہیں بتایا کہ یہ امیر المؤمنین کا ایلچی منارہ ہے۔

اس پر دربانوں نے میرا راستہ چھوڑ دیا۔ حویلی کے آنگن میں پہنچا تو ایک طرف چند لوگ بیٹھے دکھائی دیے۔ میں ان کی طرف بڑھا۔ وہ مجھے اجنبی دیکھ کر میرے استقبال کو اٹھے اور میرا خیر مقدم کیا۔ میں نے اموی کے بارے میں دریافت کیا کہ فلاں صاحب آپ میں موجود ہیں۔ وہ بولے نہیں، ہم تو ان کے بیٹے ہیں۔ وہ اس وقت حمام میں غسل کر رہے ہیں۔ میں نے کہا انہیں ذرا بلا دیجیے۔ میں ان کی ملاقات کو بڑی دور سے آیا ہوں۔

ایک لڑکا اموی کو بلانے دوڑا۔ میں نے اتنے میں حویلی کا اور حویلی کے باسیوں کا گہرا جائزہ لیا۔ میں نے دیکھا کہ حویلی باشندوں سے بھری پڑی تھی۔

خاصی دیر بعد بنو امیہ کا وہ رئیس باہر آیا۔ میں نے سمجھا کہ شاید ڈر کے مارے وہ چھپ گیا ہو، مگر میں نے دیکھا کہ وہ اس شان سے باہر آیا کہ نہایت خوبصورت کپڑوں میں ملبوس تھا اور نوکروں کی



اچھی خاصی تعداد اس کے ہمراہ تھی۔ میں اس کے ٹھاٹ باٹ دیکھ کر ہی جان گیا کہ بنو امیہ کا یہی وہ رئیس ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ وہ میری طرف آیا۔ آہستہ سے سلام کیا اور شاہانہ انداز سے کرسی پر بیٹھ گیا اور مجھ سے امیر المؤمنین کا حال احوال دریافت کیا۔ میں نے رسمی جواب دیا۔

ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ پھلوں کی ٹوکریاں لا کر ہمارے سامنے رکھ دی گئیں۔

وہ بولا منارہ! آگے آؤ۔ پھل کھاؤ۔ میں نے شکریہ کے ساتھ معذرت کر لی۔ اس نے بھی اصرار کرنے کے بجائے خود کھانا شروع کر دیا۔ اس کے حاشیہ بردار بھی کھانے لگے۔ پھل کھانے کے بعد اس نے ہاتھ دھوئے اور کھانا لگانے کا حکم دیا۔ پر تکلف خوان نعمت حاضر کیا گیا۔ رنگا رنگ کھانوں کے لحاظ سے اس کا دستر خوان کسی خلیفہ کے دستر خوان سے کم نہیں تھا۔

مجھ سے کہنے لگا منارہ! آؤ بھئی! کھانے میں ہمارا ہاتھ بٹاؤ۔

خلیفہ کی طرح وہ بھی مجھے میرے نام سے پکارتا تھا۔

میں نے کھانے سے بھی معذرت کر لی۔ اس نے بھی اصرار نہیں کیا۔

وہ خود، اس کے نو بیٹے، ان کے بیٹے، مصاحبان خاص اور حاشیہ بردار کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ میں نے اس کا کھانے کا انداز ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ وہ بادشاہوں کی طرح کھانا کھاتا ہے۔

وہ نہایت اطمینان سے کھانا کھا رہا تھا۔ بظاہر اسے کچھ پریشانی نہیں تھی۔

کھانے کے شروع ہوتے ہی حویلی میں جو ہلچل سی مچی تھی وہ تھم گئی۔

میں جب حویلی میں آیا تھا تو حویلی کے غلاموں نے میرے اونٹوں کی نکیلیں پکڑ لی تھیں اور میرے ساتھیوں کو اونٹوں سمیت دوسری حویلی میں جا ٹھہرایا تھا۔ میں یہاں اکیلا رہ گیا تھا۔ میرے ساتھ محض چھ یا سات ہی لوگ تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے سوچا: یہ رئیس تو بڑا زبردست آدمی ہے۔ میں بذات خود اسے گرفتار نہیں کر پاؤں گا۔ لگتا ہے امیر دمشق کی مدد لینی پڑے گی۔ اموی رئیس کو تو میری پرواہی نہیں تھی۔ وہ مجھے میرے نام سے پکارتا تھا۔ میں نے دوبار کھانے سے انکار کیا تو بھی اس نے کچھ توجہ نہیں کی اور اطمینان سے کھانے میں مصروف ہوگیا۔ نہ یہ پوچھتا ہے کہ میں اس کے پاس کس مقصد سے آیا ہوں۔ مجھے تو شدید گھبراہٹ ہونے لگی۔

میں انہی سوچوں میں غلطاں و پیچاں تھا کہ اس نے کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے اور لوبان منگایا۔ لوبان کی دھونی لے کر وہ نماز کے لیے جا کھڑا ہوا۔ اس نے نہایت خشوع وخضوع سے ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد دیر تک دعا کرتا رہا۔ محراب سے پلٹا تو میری طرف آیا۔ دریافت کیا: منارہ کس مقصد سے آئے ہو؟ عرض کیا امیر المؤمنین کا فرمان ہے آپ کے لیے۔ یہ کہہ کر میں نے خط نکالا اور اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے خط کی مہر اتاری اور خط پڑھا۔ اپنے بیٹوں کو اور حاشیہ نشینوں کو بلایا۔ میں نے سمجھا کہ اب یہ مجھے پٹوائے گا۔

وہ سب آچکے تو اس نے حکم دیا کہ بکھر جاؤ۔ متفرق ہو جاؤ۔ دو آدمی ایک جگہ اکٹھے نہ رہیں۔ اپنے اپنے گھروں میں رہو۔ کوئی آدمی تا حکم ثانی گھر کے باہر نہ نکلے۔

پھر امیر المؤمنین کا خط دکھلا کر کہا: یہ امیر المؤ منین کا خط ہے۔ انہوں نے مجھے اپنے ہاں بلایا ہے۔ میں ایک لحظے کی تاخیر کیے بغیر روانہ ہو جانا چاہتا ہوں۔ میرے بعد تمام لوگوں کا خیال رکھنا۔ کوئی غلام میرے ساتھ مت آئے۔ پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ منارہ! لاؤ، اپنی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں۔

میں نے بیڑیاں منگائیں۔ لوہار کو بلوایا گیا۔ اموی رئیس نے ٹانگیں پھیلائیں۔ لوہار نے بیڑیاں



پہنا دیں۔ میں نے غلاموں کو حکم دیا کہ رئیس کو اٹھا کر محمل میں بٹھا دیں۔ میں محمل کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ دوسری طرف رئیس کو بٹھا دیا گیا۔ ہم فوراً روانہ ہوگئے۔ میں نہ امیر دمشق سے ملا نہ کسی اور سے۔ ہم دمشق کے باہر پہنچے تو وہ بڑی خوش دلی سے باتیں کرنے لگا۔ غوطہ کا خوش نما باغ نظر آیا تو وہ کہنے لگا یہ باغ دیکھ رہے ہو۔

میں نے کہا: ہاں دیکھ رہا ہوں۔

''یہ باغ میرا ہے۔ اس میں بڑے نایاب درخت ہیں۔'' اس نے مسکرا کر کہا۔

میں حیران ہوا۔ چند قدم آگے ایک اور باغ تھا۔ وہ بھی اس کے بقول اسی کا تھا۔ موضع حسان کے کھیتوں اور سریہ کی بستیوں میں پہنچے تو بنوامیہ کے اس رئیس نے کہا کہ یہ سب کچھ بھی میرا ہے۔ اس نے ایک ایک کھیت اور بستیوں کی ایک ایک عمارت کا احوال بیان کیا۔

میری حیرت بڑھتی جارہی تھی۔ میں نے اس سے کہا: مجھے تو آپ کے طرز عمل پر بڑی حیرت ہو رہی ہے۔

وہ بولا: حیرت کیونکر ہورہی ہے؟

عرض کیا: کیا آپ نہیں جانتے، آپ کے متعلق خبر پا کر امیر المؤمنین کو بے حد پریشانی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے روانہ کیا کہ آپ کو ہر صورت گرفتار کر لاؤں۔ آپ پھر بھی بے فکر ہیں۔ مزے سے اپنے باغات اور اپنی اراضی کے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کو بہت عقل مند سمجھا تھا۔

وہ ہنس کر بولا منارہ! تم نے مجھے ٹھیک طرح سے نہیں پہچانا۔

میں نے سوچا تھا تم خلفاء کے مصاحب رہے ہو، کامل العقل آدمی ہو گے۔ لیکن اب پتہ چلا کہ عام آدمی کی عقل میں اور تمہاری عقل میں کچھ خاص فرق نہیں۔

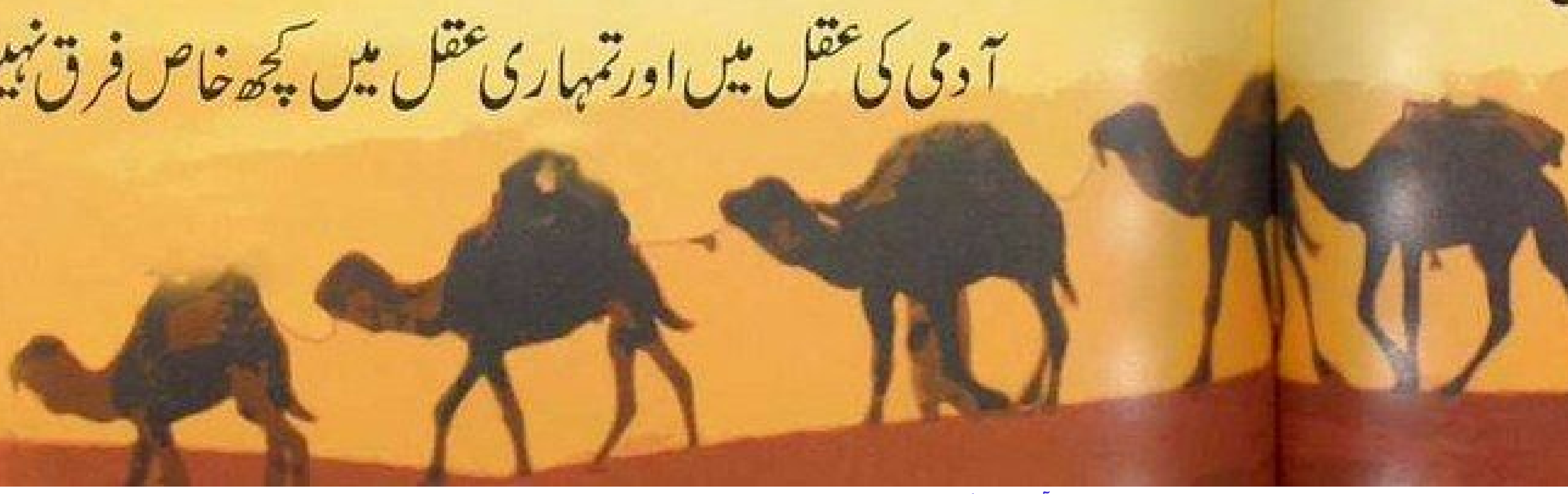



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ امیر المؤمنین میری وجہ سے پریشان ہوئے تھے اور انہوں نے تمہیں مجھ کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا تھا، مجھے اس معاملے میں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے۔ تمام معاملات کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر اس نے نہیں چاہا تو امیر المؤمنین میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ اگر اس نے چاہا ہے کہ امیر المؤمنین کے ہاتھ میرے خون سے رنگین ہوں تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے قتل ہونے سے نہیں بچا سکتی۔ بس یہی بات مجھے اطمینان دلاتی ہے۔ اب جبکہ مجھے تمہارے مبلغ علم و عقل کا حال معلوم ہو چکا ہے تو میں تم سے راستہ بھر کوئی بات نہیں کروں گا۔

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔ اس نے واقعی راستہ بھر کوئی بات نہیں کی۔ راستہ بھر وہ قرآن کی تلاوت کرتا اور تسبیح و تہلیل اور دعاؤں میں مصروف رہا۔ اپنے رب تعالی سے عافیت کی دعائیں مانگتا رہا۔

تیرھویں روز ظہر کے بعد ہمیں شہر کوفہ کے مضافاتی مکان دکھائی دینے لگے۔ ہم امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ سارا ماجرا حرف بحرف سناؤ۔

میں نے تمام ماجرا اور اموی رئیس کی تمام باتیں حرف بحرف بیان کر ڈالیں۔ محمل میں جو باتیں ہوئیں وہ بتائیں تو امیر المؤمنین نے کہا: ہاں واقعی اس نے بالکل ٹھیک کہا۔ یہ آدمی بلاشبہ قابل تکریم ہے۔ ہم نے اسے ناحق زچ کیا۔

بیڑیاں کھول کر اموی رئیس کو امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ امیر المؤمنین شرمندہ شرمندہ سے تھے۔ اموی رئیس آگے بڑھا اور سلام خلافت پیش کیا۔ امیر المؤمنین نے اسے اپنے قریب بٹھایا۔ حال احوال دریافت کیا اور کہا: میں بے حد شرمندہ ہوں۔ ہم نے آپ کو ناحق



تکلیف دی۔ آپ کی کوئی حاجت ہو تو بیان کیجیے۔

اموی رئیس نے جواباً بہت مناسب باتیں کہیں۔ امیر المؤمنین کا شکریہ ادا کیا اور کہا: مجھے واپس اپنے علاقے میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔

امیر المؤمنین نے بہ اصرار کہا: پھر بھی کوئی ضرورت ہو تو بتائیے۔ آپ علاقے کے رئیس ہیں، کوئی نہ کوئی ضرورت تو پڑ ہی سکتی ہے۔

اس نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کے عامل بڑے منصف مزاج ہیں۔ وہ ہماری تمام ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

ہارون الرشید نے اسے الوداع کرتے ہوئے کہا کہ جائیے، صحیح سلامت اپنے وطن پہنچ جائیں۔ کوئی ضرورت ہو تو خط لکھ کر ضرور بتائیے گا۔

مجھ سے فرمایا: منارہ! اموی رئیس کو صحیح سلامت ان کے وطن پہنچا دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور اموی رئیس کے ہمراہ ایک مرتبہ پھر دمشق روانہ ہوگیا۔

قارئین کرام! اس اموی رئیس کی دعائیں اللہ تعالی نے سن لیں اس کی سچائی اور خلیفہ کے ساتھ اس کا اخلاص کام آ گیا۔ بلاشبہ اللہ تعالی دعاؤں کی بدولت اپنے بندوں کی خود حفاظت کرتا ہے۔

الفرج بعد الشدة، للتنوخي: 34/2.

### قرآنی دعا

رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿47﴾

هــود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 77- بدر کے میدان میں اللہ کے رسول ﷺ کی دعا

غزوہ بدر 2 ہجری میں ہوا۔ کفر و اسلام میں ہونے والی اس جنگ کو ''یوم الفرقان'' کے نام سے یاد کیا گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف 313 جبکہ کافروں کی تعداد تین گنا زیادہ یعنی ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔ سیدنا سعد بن معاذ کے مشورہ سے مرکز قیادت تعمیر کیا گیا۔ یہ ایک چھپر تھا جس سے پورا میدان جنگ دکھائی دیتا تھا۔ میدان جنگ میں اللہ کے رسول ﷺ صفیں درست کر کے مرکز قیادت میں تشریف لاتے ہیں۔

قارئین کرام! اللہ کے محبوب ترین بندے نبی کریم ﷺ مشکل کی اس گھڑی میں اپنے رب کے سامنے مناجات کر رہے ہیں۔ دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اپنے اللہ سے رو رو کر خوب تضرع کے ساتھ التجائیں کر رہے ہیں۔ اپنی امت کو سبق دیا کہ اگر کوئی مشکل وقت آئے، پریشانی آئے تو صرف اپنے رب سے مانگنا، اس کے سامنے سر جھکانا، کسی اور سے نہیں مانگنا۔ آئیے پڑھتے ہیں کہ



اللہ کے رسول ﷺ نے بدر کے میدان میں کیا دعا مانگی۔ سیرت نگاروں نے لکھا: اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں:

'اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي'

''اے میرے اللہ! جو وعدہ آپ نے مجھ سے کیا ہوا ہے اسے پورا فرما دیجیے''۔

'اللَّهُمَّ أُنْشِدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ'

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کے عہد اور وعدے کا سوال کرتا ہوں''۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف مرتبہ اور مقام حاصل ہے کہ وہ بھی اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اس مرکز قیادت میں موجود تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ میدان جنگ کو دیکھ رہے ہیں۔ اب گھمسان کی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ نہایت زور کا رن پڑ رہا ہے لڑائی شباب پر آتی ہے تو اللہ کے رسول ﷺ مزید التجائیں کر رہے ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں:

'اللَّهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدْ'

''اے اللہ! آج اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو آپ کی عبادت نہ جائے گی''۔

صحيح مسلم، حديث: 1763۔

'اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا'

''اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو آج کے بعد اس روئے زمین پر آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا''۔

صحيح البخاري، حديث: 2915۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ نے لمبی دعا فرمائی۔ نہایت تضرع کے ساتھ اتنی زیادہ کہ آپ کی چادر مبارک کندھوں سے گر گئی۔ سیدنا ابو بکر صدیق پاس ہی تھے۔ انہوں نے چادر کو درست کیا اور عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! بس فرمائیے۔ آپ نے اپنے رب سے بڑے الحاح وزاری کے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ دعا کر لی ہے۔

قارئین کرام! یاد رکھیے جب میدان جنگ میں مسلمان کافروں سے لڑ رہے ہوتے ہیں تو یہ وقت بھی قبولیت دعا کا ہوتا ہے۔ پھر اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب کی دعا کو قبول فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس وحی آئی:

﴿ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ۝۹ ﴾

''میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے''۔

الأنفال 8:9۔

اور باری تعالی نے فرشتوں سے فرمایا:

﴿ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ ﴾

''میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کے قدم جماؤ۔ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا''۔

الأنفال 8:12۔

اللہ تعالی نے واقعی اپنے نبی ﷺ کی دعا کو قبول کر لیا۔ اپنے وعدے کو پورا اور سچ کر دکھایا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس روز زرہ میں ملبوس تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق کو تسلی دینے کے بعد آپ یہ آیات پڑھتے ہوئے خیمے سے باہر نکلے:

﴿ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝۴۵ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ ﴾

''عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ بلکہ ان کے وعدے کا وقت قیامت کی گھڑی ہے اور قیامت بہت سخت اور کڑوی چیز ہے''۔

القمر 54: 45، 46۔

وہ لوگ جو فخر، تکبر اور ریاکاری کرتے ہوئے آئے تھے ان کو شکست فاش ہوئی۔ ان کے 70 بڑے نمایاں افراد قتل ہوئے اور 70 ہی قیدی بنا لیے گئے۔



# 78- آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے

یزید بن عبدالملک کے پاس ایک باغی کو لایا گیا۔ خلیفہ نے اس کے خلاف الزامات سنے تو اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ادھر باغی کے منہ سے بے اختیار نکلا:

'عَسَى فَرَجٌ يَأْتِي بِهِ اللَّهُ، إِنَّ لَهُ كُلَّ يَوْمٍ فِي خَلِيقَتِهِ أَمْرٌ'

''عنقریب اللہ تعالی میری رہائی کے اسباب مہیا کرے گا کیونکہ ہر روز اس کا اپنی مخلوق کے بارے میں نیا حکم ہوتا ہے''۔

یزید کہنے لگا:

'وَاللَّهُ لأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ، اُقْتُلُوهُ'

''اللہ کی قسم! میں ابھی تمہاری گردن اتارنے والا ہوں۔ لے جاؤ اس کو قتل کر دو'

سپاہیوں نے اسے قتل کرنے کے لیے سامان لانا شروع کیا۔ اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ مشہور تابعی عالم ہیثم بن اسود نخعی داخل ہوئے۔ یہ کوفہ کے اشراف میں سے تھے، نامور خطیب، عمدہ شاعر اور حدیث کے ثقہ راوی تھے۔ یزید بن عبدالملک ان کا بے حد احترام کرتا تھا۔ انہوں نے جب اس باغی کو دیکھا تو فرمانے لگے:

امیر المؤمنین! یہ مجرم مجھے بخش دیں۔ یزید نے ان کی طرف دیکھا اور کہا: 'هُوَ لَكَ' ''یہ آپ کا ہو گیا''۔

باغی وہاں سے نکلا، اس کی زبان پر یہ کلمات تھے:

'يَأْبَى عَلَى اللَّهِ، فَأَبَى اللَّهُ أَنْ يَقْتُلَهُ'

''خلیفہ نے اللہ کو چیلنج کیا اور ایک فرد کو قتل کرنے کی قسم کھائی، مگر اللہ نے نہ چاہا کہ اسے قتل کیا جائے''۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 79- غلام کو آزاد کرنے کا ثواب

معزز قارئین! اسلام میں غلام آزاد کرنے کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے، خود اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام نے بہت سے غلاموں کو خرید کر آزاد فرمایا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بطور خاص اس نیک کام میں پیش پیش رہتے تھے۔ اسلام نے مختلف انداز میں اپنے ماننے والوں کو تلقین کی ہے کہ غلاموں کو آزاد کریں۔ آج کے دور میں غلامی کی لعنت ختم ہو چکی ہے مگر کبھی کبھار آپ کے دل میں خیال آتا ہوگا کہ آج کے حالات میں غلاموں کو آزاد کروانے کا اجر وثواب کیسے حاصل ہو سکتا ہے، آیئے حدیث شریف میں اس کا آسان نسخہ پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے:

'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ'

اس کے لیے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک گروی (غلام) آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، دس درجات بلند کیے جاتے ہیں اور وہ شخص شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

قارئین کرام! اگر وہ یہی دعا شام کے وقت پڑھتا ہے تو صبح تک اسے یہی ثواب ملتا ہے اور صبح تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

اوپر والی دعا کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کے لیے تعریف بھی اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔



# 80- زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی دعا

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے چند روز قبل اپنے ہونہار فرزند عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے کہا: مجھے یوں لگتا ہے کہ اب میرا آخری وقت قریب ہے لیکن مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرض کی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ہمارے پاس جتنے اثاثے موجود ہیں، انہیں بیچ کر قرض کی مکمل ادائیگی کے بعد اس میں سے کچھ بچ سکے گا؟

پھر فرمایا: ''بیٹا! ہمارا مال ومتاع بیچ کر قرض ادا کر دینا۔ اگر قرض کی ادائیگی کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو اس میں تمہاری اولاد تیسرے حصے کی حق دار ہوگی۔''

راوی ہشام کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دو بیٹے خبیب اور عباد، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی اولاد، یعنی اپنے چچاؤں کے ہم عمر تھے۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے نو لڑکے اور نو ہی لڑکیاں تھیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ادائے قرض کی وصیت کرنے کے بعد فرمایا: ''بیٹے! پھر بھی کچھ قرض باقی رہ جائے اور تمہارا بس نہ چلے تو میرے آقا سے مدد طلب کرنا۔''

فوری طور پر میں سمجھ نہیں پایا کہ وہ کس آقا کی بات کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا: ''ابا جان! آپ کے آقا کون ہیں؟''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''اللہ رب العزت میرے آقا ہیں۔ زندگی میں جب کبھی قرض کی ادائیگی نے پریشان کیا، میں نے انہی کو پکارا۔ ''اے زبیر کے آقا! زبیر کا قرض اتار دے۔'' تو انہوں نے ہمیشہ میرا قرض اتار دیا۔''

زبیر بن عوام ؓ جب شہید ہوئے تو انہوں نے درہم و دینار تو کچھ نہیں چھوڑا۔ جائداد البتہ کافی چھوڑی۔ اُس میں ایک تو جنگل تھا۔ گیارہ گھر مدینہ میں، دو بصرہ میں، ایک گھر کوفہ میں اور ایک گھر مصر میں تھا۔

قارئین کرام پوچھ سکتے ہیں کہ سیدنا زبیر بن عوام ؓ اتنی بڑی جائداد کے مالک تھے تو پھر وہ اس قدر مقروض کیسے ہو جاتے تھے؟ جواب یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص ان کے پاس بطور امانت رکھنے کے لیے مال لے کر آتا تو آپ اس سے فرماتے: امانت کے طور پر تو نہیں، البتہ قرض کے طور پر رکھ لیتا ہوں۔ یہ روپیہ دراصل مجھ سے خرچ ہو جائے گا اس لیے میں بار امانت اٹھانے کی بجائے قرض کی ذمہ داری اٹھا لیتا ہوں۔

زبیر بن عوام ؓ نہ تو کبھی کسی ریاست کے والی رہے نہ خراج وغیرہ کے عامل ہوئے اور کسی حکومتی عہدے پر بھی کبھی فائز نہیں رہے۔ ہاں البتہ نبی ﷺ اور خلفائے ثلاثہ کے ہمراہ غزوات میں ضرور شریک ہوئے۔ وہ تجارت بھی کرتے تھے۔ مدینہ میں ان کا گوشت کا کاروبار تھا۔ علاوہ ازیں بہت سارے غلام تھے جو ان کے لیے کاروبار کیا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ فرماتے ہیں: والد کے ذمے جو قرض تھا، میں نے اس کا تخمینہ لگایا تو وہ بائیس لاکھ درہم تھا۔

حکیم بن حزام ؓ سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے:



''بھتیجے! میرے بھائی (زبیر بن عوام ؓ) پر کتنا قرض ہے؟''

عبداللہ بن زبیر ؓ نے اصل رقم نہ بتائی اور کہا کہ ایک لاکھ درہم۔

حکیم بن حزام ؓ نے کہا مجھے تو نہیں لگتا کہ زبیر کی تمام جائیداد بیچ کر بھی یہ قرض ادا ہو پائے گا۔

اس پر عبداللہ بن زبیر ؓ کہنے لگے: ''اور اگر قرض کی رقم بائیس لاکھ درہم ہو تو؟''

حکیم بن حزام ؓ نے فوراً کہا: ''نہیں، تم لوگ اتنی رقم کہاں سے ادا کرو گے؟! پھر بھی دیکھو، سوچو، سمجھو اور اگر بس نہ چلے تو مجھے بتانا؛ میں تمہاری مدد کروں گا۔''

زبیر بن عوام ؓ نے جنگل ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہ بن زبیر ؓ نے اسے سولہ لاکھ میں فروخت کیا۔ پھر انہوں نے مدینہ میں منادی کرا دی کہ میرے والد کے ذمے جس کا قرض واجب الادا ہو وہ جنگل میں آ جائے۔ عبداللہ بن جعفر ؓ آئے۔ ان کی رقم چار لاکھ درہم تھی۔ انہوں نے ابنِ زبیر ؓ سے کہا: ''اگر تم چاہو تو میں یہ رقم چھوڑ سکتا ہوں۔''

ابن زبیر ؓ نے کہا: ''نہیں۔'' ابن جعفر ؓ کہنے لگے: ''اچھا، چاہو تو مؤخر کر لو۔ جب ہوں گے، دے دینا۔'' ابن زبیر ؓ نے اس پر بھی عدم اتفاق کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن جعفر رضی اللہ عنہما بولے: ''اچھا، تو پھر زمین کا کوئی قطعہ دے دو۔''

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: ''فلاں فلاں زمین آپ کی ہوئی۔''

غرضیکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تمام جنگل فروخت کر کے سارے کا سارا قرض چکا دیا۔ قرض کی ادائیگی کے بعد بھی جنگل کے ساڑھے چار قطعے بچ رہے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ رضی اللہ عنہم بھی اتفاق سے وہیں بیٹھے تھے۔

### تراشے

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سفر کے دوران جب ہم بلندی کی طرف چڑھتے تو ''اللہ اکبر'' کہتے اور جب بلندی سے نیچے اترتے تو ''سبحان اللہ'' کہتے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا: ''بتلایئے، جنگل کی قیمت کتنی لگی؟''

''ہر قطعہ ایک لاکھ درہم کا بکا ہے۔'' ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔

''کتنے قطعے باقی بچے ہیں؟''

''ساڑھے چار۔''

''ایک قطعہ تو مجھے بیچ دو۔'' منذر بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پیش کش کی۔

''ایک قطعہ میں خریدتا ہوں۔'' عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''اور ایک قطعہ میں خریدتا ہوں۔'' ابن زمعہ کب پیچھے رہنے والے تھے۔

''اب کتنے قطعے بچے؟'' معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو مخاطب کیا۔



''ڈیڑھ قطعہ'' ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔

''یہ میں خریدتا ہوں۔ ڈیڑھ لاکھ تمہیں مل جائیں گے۔''

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے جو قطعۂ زمین ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے لیا تھا، اسے انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھ لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، والد کا تمام قرض چکا چکے تو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے اُن سے کہا: اب ہماری وراثت ہم میں تقسیم کر دیجیے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اگلے چار برسوں میں ہر سال موسم حج میں منادی کراؤں گا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے ذمے جس کا قرض واجب الادا ہو وہ ہم سے آ کر لے، پھر تمہاری وراثت تقسیم کروں گا، چنانچہ انہوں نے فی الواقع اگلے چار برس ایام حج میں منادی کرائی۔ چار برس کے بعد وعدے کے مطابق انہوں نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں وراثت تقسیم کر دی۔

صحيح البخاري، حديث: 3129.

### قرآنی دعا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿85﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿86﴾

يونس



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 81- دعا کا کرشمہ

فریضۂ حج سے واپسی پر ''ریاض'' شہر میں دو کویتی نوجوانوں کی گاڑی خراب ہوگئی۔ انہوں نے گاڑی کے انجن کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ انجن میں کوئی بڑی خرابی واقع ہوگئی ہے۔ مرمت پر خاصی رقم خرچ ہوگی۔

مطلوبہ رقم ان کے پاس نہیں تھی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ وہ دونوں فٹ پاتھ پر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ چند ثانیے کی خاموشی کے بعد ایک نوجوان نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ ''اے اللہ! ہم نے آسودہ حالی میں تجھے یاد رکھا۔ مشکل کی گھڑی میں بھی تجھی کو یاد کرتے ہیں۔ یا اللہ! ہماری مشکل آسان کردے۔ تو بڑا بے نیاز ہے۔ ہماری مدد فرما۔'' چند ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک بڑی سی گاڑی ان کے قریب آکر رکی۔ گاڑی سے ایک صاحب اترے، قریب آکر سلام کیا اور بولے: کیا بات ہے، آپ دوپہر کی سخت گرمی میں یہاں بیٹھے ہیں؟۔ کویتی نوجوانوں نے اپنی مشکل بتائی۔ ان صاحب نے کہا: ''ریاض'' کے گورنر نے اس راستے سے گزرتے ہوئے آپ کو یہاں بیٹھے دیکھا تو مجھ سے کہا: پتہ کرو ان لوگوں کو کیا مشکل درپیش ہے جو یہاں بیٹھے ہیں۔ اگر واقعی کوئی مسئلہ ہے تو اسے حل کرو۔ یوں میں گورنر ''ریاض'' کے حکم سے آپ کے پاس آیا ہوں، آیئے میرے ساتھ چلیں۔

کویتی نوجوان کا کہنا ہے کہ ہم ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ بڑے سے خوبصورت محل میں پہنچے۔



ہمارے لیے دسترخوان بچھایا گیا۔ ہم نے پرتکلف کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد ان صاحب نے گاڑی کے متعلق دریافت کیا۔ ہم نے بتایا کہ گاڑی خراب ہوچکی ہے۔ اس کی مرمت کرانی پڑے گی۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے معذرت کی کہ آج تو ہفتہ وار چھٹی ہے۔ مرمت کی دکانیں تو بند پڑی ہیں۔ ہمارے اصرار پر انہوں نے کوشش کرنے کی ہامی بھری۔ ان کی کوشش سے انڈسٹریل ایریا سے ایک مکینک دستیاب ہوگیا۔ وہ صاحب بھی بے حد حیران ہوئے۔ گورنر ''ریاض'' کے خرچ پر گاڑی کی مرمت کرائی گئی۔ ہم نے ان صاحب کا اور بالخصوص گورنر صاحب کا دلی شکریہ ادا کیا اور خوشی خوشی واپسی کے سفر پر روانہ ہوگئے۔

سچ فرمایا ہے اللہ تعالی نے:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾

شرط کے بعد جواب شرط ہے۔ یعنی ''میں تو ضرور عطا کروں گا بشرطیکہ تم مانگو''۔ سبحان اللہ!

المؤمن 40:60.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 82- اور کاغذات مل گئے

برطانیہ میں میری اقامت کی مدت اختتام کو پہنچ رہی تھی جبکہ ویزے سمیت میرے تمام کاغذات گم ہو چکے تھے۔ میں بے حد پریشان تھا۔ ویزے کی مدت اختتام کو پہنچی تو مجھے ہفتہ بھر کی مہلت دی گئی۔ پلک جھپکتے میں ہفتہ گزر گیا۔ مجھے نوٹس بھیجا گیا جس میں ویزا آفس آنے کو کہا گیا تھا مجھے پہلے سے اسی بات کی توقع تھی۔ تھانے تو بعد میں بلایا گیا تھا۔ ابھی مجھے ویزا آفس میں حاضر ہونا تھا۔ روانگی سے قبل مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ نماز پڑھ کر دعا کرلوں۔ شاید اللہ میری مشکل آسان کردے۔ میں نے نماز پڑھنی شروع کی سجدے میں دعائیں کیں۔ دائیں سلام پھیرا۔ بائیں سلام پھیرا تو دستاویزات کا بیگ نظر آیا۔ میری خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ جلدی سے اٹھا، بیگ اٹھایا، دیکھا، تمام کاغذات و دستاویزات موجود تھے۔ آنکھوں میں آنسو بھر کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ پہلے ہی نماز پڑھتا اور اللہ سے مدد چاہتا تو اتنے دن تک پریشانی کا سامنا تو نہ کرنا پڑتا۔ بعد ازاں مجھے یاد آیا کہ اسے تو میں خود ہی یہاں رکھ کر بھول گیا تھا۔



# 83- کان میں کنکر

ایک آدمی کہیں بیٹھا کنکروں سے کھیل رہا تھا۔ ایک کنکر جانے کیسے اس کے کان میں گھس گیا۔ اس نے بہتیری کوشش کی لیکن وہ کنکر اس کے کان سے نہیں نکلا۔ مدت تک وہ کنکر اس کے کان میں گھسا رہا اور شدید تکلیف کا باعث بنتا رہا۔ ایک روز اس نے کسی قاری کو سنا، وہ یہ آیت تلاوت کرتا تھا:

﴿ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ ﴾

''بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔''

النمل 27:62.

یہ آیت سن کر اس آدمی پر رقت طاری ہوگئی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

''یا اللہ! تو فریاد سننے والا ہے اور میں مجبور و مضطر ہوں۔ یا اللہ! میری تکلیف دور کر دے۔''

اتنا کہنا تھا کہ کنکر اس کے کان سے نکلا اور باہر آ گرا۔

الفرج بعد الشدة، للتنوخي: 1/89.

**قرآنی دعا**

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سكتة
وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿23﴾

الأعراف



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 84- اسم اعظم

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ایک دفعہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دعا میں یہ الفاظ کہتے دیکھا:

'اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ'

''الٰہی! میں تجھ سے اس شہادت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ بلاشبہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو اکیلا ہے۔ بے نیاز ہے۔ ایسا بے نیاز جس نے نہ کسی کو جنا نہ وہ جنا گیا ہے اور نہ اس کا کوئی ہم پلہ ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس آدمی نے اللہ تعالیٰ سے اسمِ اعظم کے وسیلے سے سوال کیا ہے۔

وہ اسمِ اعظم جس کے وسیلے سے جب بھی دعا کی جائے، اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے اور جس کے وسیلے سے جب بھی کچھ مانگا جائے، اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔''

سنن أبي داود، حديث: 1494,1493، و جامع الترمذي، حديث: 3475.

**قرآنی دعا**

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا
وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ
وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿89﴾

الأعراف



# 85- سفارش

ایک دن ایک خاتون کسی عالم باعمل کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میرے بیٹے کو محافظ دستے نے پکڑ لیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ پولیس اسٹیشن میں سفارش کریں کہ وہاں میرے بیٹے کی پٹائی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ صاحب کھڑے ہوئے اور نماز میں لگ گئے۔ انہوں نے لمبی نماز پڑھی۔ اُدھر خاتون یہ دیکھ کر کڑھتی رہی کہ میں نے سفارش کا کہا اور یہ نماز پڑھنے لگے!

جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو خاتون گویا ہوئی: میں سفارش کے لیے حاضر ہوئی تھی اور آپ نے سفارش کی بجائے نوافل ادا کرنے شروع کر دیے۔

انہوں نے جواب دیا کہ بی بی! میں تمہارے لیے درخواست ہی تو کر رہا تھا۔ میں نے رب العزت کے حضور تمہارے بیٹے کی جان بخشی کی دعا کی ہے اور یہی تمہارا مطلوب ہے۔

ابھی یہ صاحب اپنی جائے نماز سے اُٹھے بھی نہیں تھے کہ ایک دوسری عورت اس خاتون کو آواز دیتے ہوئے آئی اور کہا: بہن! تمہیں مبارک ہو! تمہارے لڑکے کو پولیس نے چھوڑ دیا ہے اور اب وہ گھر آ چکا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ خاتون فوراً گھر واپس چلی گئی۔

جی ہاں! مشکلات کے اندر، پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے نماز سے بہتر کوئی چیز نہیں! کیا نماز میں اللہ سے تعلق و قربت اور بندے کی سرگوشی نہیں ہوتی ہے؟ سجدہ ہی تو وہ مقام ہے جہاں بندہ اپنے پروردگار سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 86- میدان احد میں سیدنا عبداللہ بن جحش کی دعا

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش کے بھائی تھے۔ مکہ مکرمہ میں انہوں نے آغاز میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان کو دو ہجرتوں کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلے حبشہ گئے اور پھر مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ نہایت بہادر اور جری انسان تھے۔ بھوک اور پیاس پر حد سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔ انہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب 2 ہجری میں بارہ مہاجرین کے ایک دستہ کا سالار بناکر ''نخلہ'' نامی جگہ پر بھیجا تھا جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے۔ ان کو اللہ کے رسول رضی اللہ عنہ نے خط دیا تھا کہ نخلہ میں اتر کر قریش کے ایک قافلے کی گھات میں لگ جاؤ اور ہمارے لیے خبروں کا پتا لگاؤ۔ اس سریہ میں جو مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اس میں انہوں نے اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے ''خمس'' نکالا تھا۔ پھر ایک وقت آیا کہ یہی سیدنا عبداللہ بن جحش احد کے میدان میں کھڑے تھے۔



انہیں سیدنا سعد بن ابی وقاص نظر آ گئے۔ کہنے لگے: بھائی کل کفار و مشرکین سے لڑائی ہونے والی ہے کیوں نہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ سعد نے کہا: ٹھیک ہے۔ یہ دونوں احد کے میدان سے ذرا ہٹ کر ایک خالی جگہ پر چلے گئے۔ سب سے پہلے سیدنا سعد بن ابی وقاص نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! کل جب لڑائی شروع ہو تو میرا مقابلہ بڑے طاقتور، بڑے غضب ناک بہادر شخص سے ہو۔ ہماری آپس میں لڑائی ہو۔ پھر میں اس کو قتل کردوں اور اس کے سارے سامان پر قبضہ کرلوں۔ سیدنا عبداللہ بن جحش نے اس پر آمین کہی۔

اب باری تھی سیدنا عبداللہ بن جحش کی، انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور یوں دعا کی:

'اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي غَدًا رَجُلًا شَدِيدًا حَرْدُه، شَدِيدًا بَأْسُهُ، أُقَاتِلُهُ فِيكَ، وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ يَأْخُذُنِي فَيَجْدَعُ أَنْفِي وَأُذُنِي، فَإِذَا لَقِيتُكَ غَدًا، قُلْتَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ فِيمَ جُدِعَ أَنْفُكَ وَأُذُنُكَ؟ فَأَقُولُ: فِيكَ وَفِي رَسُولِكَ، فَتَقُولُ: صَدَقْتَ'

''یا اللہ! کل میرا مقابلہ ایک ایسے شخص سے کروا دینا جو بہت غصیلا ماہر جنگجو ہو میں آپ کی خاطر اس سے لڑائی کروں، پھر وہ مجھے پکڑ لے اور میرے ناک اور کان کاٹ دے۔ کل روز قیامت جب میں آپ کے سامنے پیش کیا جاؤں تو میرے اللہ! آپ مجھ سے پوچھیں: عبداللہ! تمہارے کان اور ناک کیوں کٹے ہوئے ہیں؟ جواباً میں کہوں: یا اللہ یہ آپ کی خاطر اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کاٹے گئے ہیں۔ بس میری یہ خواہش ہے کہ اے اللہ یہ سن کر آپ فرما دیں: عبداللہ تم سچ کہتے ہو''۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعد بن ابی وقاص نے اس پر آمین کہی۔

قارئین کرام! احد کے معرکے میں دونوں نے داد شجاعت دی۔ عبداللہ بن جحش نے خوب جم کر لڑائی کی ایک طاقتور دشمن ابوالحکم بن اخنس بن شریق سے ان کا مقابلہ ہوا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے۔ مگر دشمن ان پر غالب آ گیا اور اس نے ان کو شہید کر دیا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔ سیدنا عبداللہ بن جحش کی شہادت کی آرزو پوری ہوئی اور دعا قبول کر لی گئی۔ پھر دشمن نے ان کی نعش کا مثلہ کیا۔ ان کے ناک اور کانوں کو کاٹا اور ان کو دھاگے میں پرو دیا۔ جنگ کے اختتام پر سیدنا سعد بن ابی وقاص نے ان کو شہدا میں تلاش کیا تو دیکھا کہ عبداللہ بن جحش کا ناک اور کان کٹے ہوئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص اپنے بیٹے سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

'كَانَتْ دَعْوَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ خَيْرًا مِنْ دَعْوَتِي'

''عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر تھی''۔

سنن الكبرى للبيهقي: 6/307۔

قارئین کرام! عبداللہ بن جحش سید الشہداء سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کے بھانجے تھے۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ عبداللہ اور حمزہ رضی اللہ عنہما دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

### تراشے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عظمت والا کوئی عمل نہیں ہے''

جامع الترمذي، حديث: 3370۔



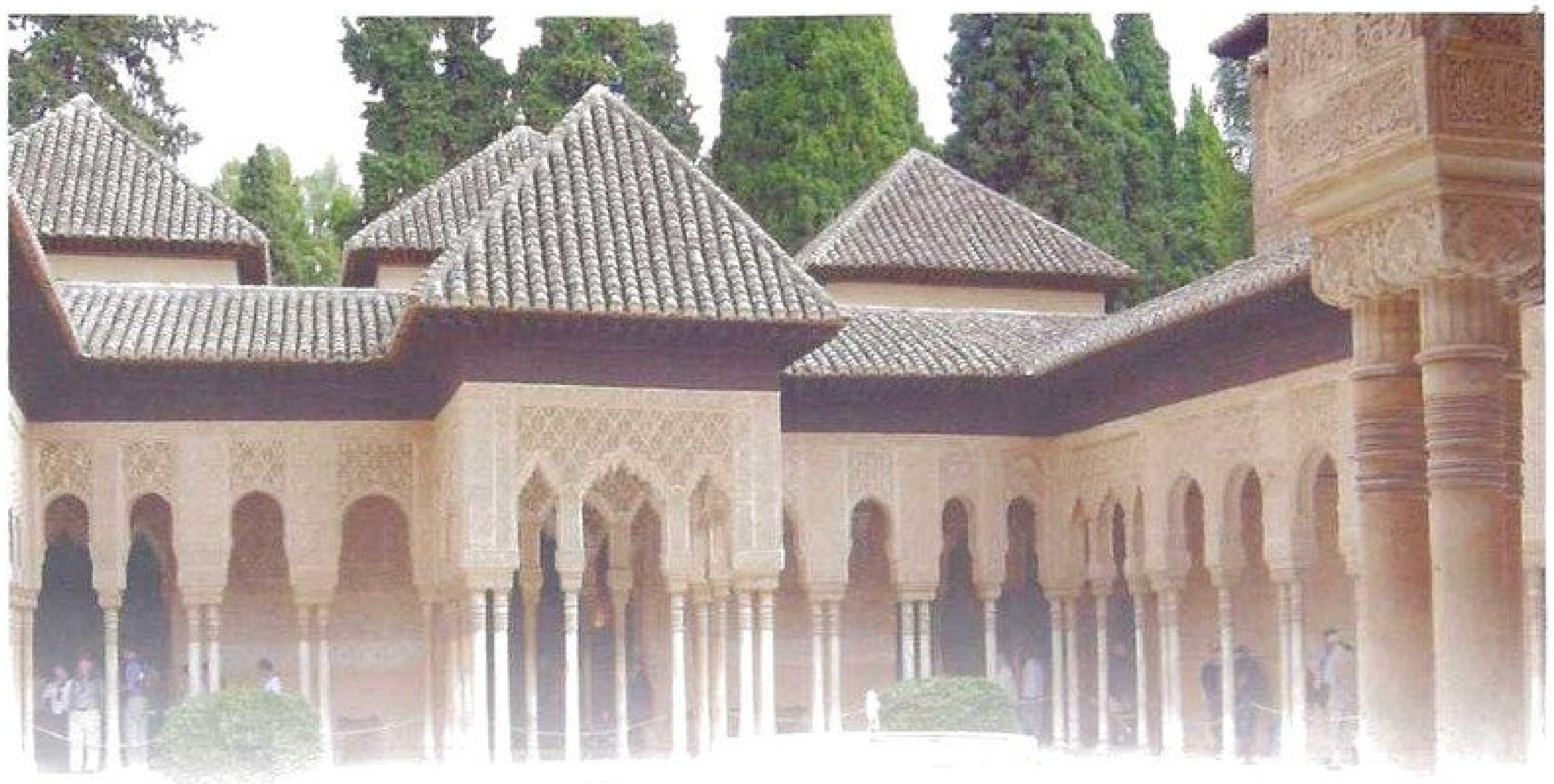

اندلس میں واقع الحمرا کا اندرونی منظر

## 87- جسے اللہ رکھے!

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: میں اندلس میں قرطبہ کے علاقہ میں تھا کہ دشمن نے دیکھ لیا، وہ تعداد میں کافی تھے اور میں اکیلا۔ میں کسی طرح ان سے بھاگ نکلا۔ چھپتا چھپاتا ایک طرف نکل گیا۔ ادھر دشمن بھی میری تلاش میں تھا۔ میں ایک چٹیل میدان میں تھا کہ اچانک دو گھڑ سوار مجھے تلاش کرتے ہوئے آ گئے۔ چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی، مجھے اور تو کچھ نہ سوجھی، میں ذرا نشیبی زمین پر بیٹھ گیا۔ سورۃ یاسین اور دوسری سورتیں پڑھنا شروع کیں۔ اچانک وہ دونوں میرے پاس سے باتیں کرتے ہوئے گزر گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ ان کا گزر میرے سامنے سے ہوا، میں اسی جگہ بیٹھا رہا۔ میرے کانوں میں ان کی گفتگو کی آواز آ رہی تھی ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا:

لگتا ہے کہ وہ آدمی کوئی شیطان ہے۔ ورنہ ہمارے سامنے اس میدان میں تھا، اب نظر نہیں آ رہا۔

دراصل اللہ تعالیٰ نے ان کو وقتی طور پر اندھا کر دیا تھا۔ وہ میرے سامنے سے گزرے اور واپس بھی آئے۔ چٹیل میدان تھا، کوئی آڑ نہ تھی۔ بس رب تعالیٰ نے بچانا تھا اور اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بچا لیا۔ سچ ہے، جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے!

تفسير القرطبي، تفسير سورة يٰس آيت: 9.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 88- اس کو ہدایت دینا تیرا کام ہے

سعودی عرب کی ایک بستی میں ایک اسکول تھا، اس میں چھ اساتذہ تھے۔ میرا تقرر ہوا تو ہماری تعداد سات ہوگئی۔ اساتذہ سبھی نمازی تھے۔ بس ایک استاذ نماز نہیں ادا کرتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ دوسرے اساتذہ اس سے نفرت کرتے تھے اور اس سے دور رہتے تھے۔ غالباً انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر وہ ڈٹا رہا۔ اس لیے اسکول میں اس کے اور دوسرے ٹیچروں کے درمیان کشمکش جاری رہتی تھی۔

جب میں وہاں بطورِ مدرس گیا تو میں نے دیکھا کہ نماز نہ پڑھنے والے استاذ کے ساتھ دیگر اساتذہ کا رویہ بڑا سخت ہے۔ جب وقفہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ الگ تھلگ ہے اور دوسرے ٹیچر ایک جگہ خوش گپیوں میں مصروف ہیں۔ میں نے اس کی اصلاح کا ارادہ کر لیا۔ چونکہ میں اسکول میں نیا آیا تھا، لہٰذا میں اس کے پاس گیا، اس سے تعارف کے بعد پاس ہی بیٹھ گیا۔ اگلے دن پھر میں اس کے پاس تھا۔ اس کے حالات دریافت کیے۔ اسے بھی مجھ سے کچھ انس ہوگیا۔ میں نے کہا: مجھے رہائش کا مسئلہ درپیش ہے، چونکہ تم بھی اکیلے رہتے ہو، اس لیے جب تک تمہاری بیوی اور بچے نہیں آجاتے، مجھے اپنے ساتھ رکھ لو۔ میں مکان کا کرایہ ادا کر دوں گا۔ اتنی جلدی اس بستی میں مکان ملنا آسان نہیں۔ اس نے کچھ پس وپیش کے بعد میری بات مان لی اور مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہوگیا۔ مگر اس نے ایک بات بڑی وضاحت کے ساتھ کہی کہ دیکھو! میرے اندر خیر نہیں، میں



بہت اچھا آدمی نہیں، نماز نہیں پڑھتا اور یوں بھی اسلام سے خاصا دور ہوں۔ میں نے کہا: کوئی بات نہیں ہم کچھ دن اکٹھے رہتے ہیں۔ اگر ہمارا گزارا ہوگیا تو ٹھیک ورنہ میں اپنے لیے علیحدہ مکان تلاش کرلوں گا۔

اگلے دن سے میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ اب میں نے اس کی خدمت کرنا شروع کی۔ میں صفائی کرتا، کھانا تیار کرتا، اپنے کپڑے استری کرتا تو اس کے بھی کر دیتا۔ اس دوران میں نے کبھی اس سے نماز یا دین کے حوالے سے گفتگو نہ کی۔ چند دنوں میں ہمارے تعلقات مزید بہتر ہوگئے۔ وہ میرے اخلاق سے بڑا متاثر تھا۔ میں بھی اس کی خدمت میں کمربستہ ہوگیا۔

ایک دن عصر کے وقت میں نے چائے تیار کی۔ اس کو تھرمس میں ڈالا اور ٹیبل پر رکھ کر اسے بلایا۔ اب ہم دونوں چائے پی رہے تھے کہ اچانک قریب کی مسجد میں عصر کی اذان سنائی دی۔ میں نے چائے کا کپ وہیں رکھا اور نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ جب اس نے مجھے اٹھتے دیکھا تو کہنے لگا: تم ہر روز پانچ مرتبہ مسجد جاتے ہو، تھک نہیں جاتے؟ میں نے کہا: نہیں ہرگز نہیں! بلکہ مجھے تو سکون اور اطمینان ملتا ہے اور اگر تم چاہو تو تم بھی ایک مرتبہ آزما کر دیکھ لو۔ ہاں، ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔

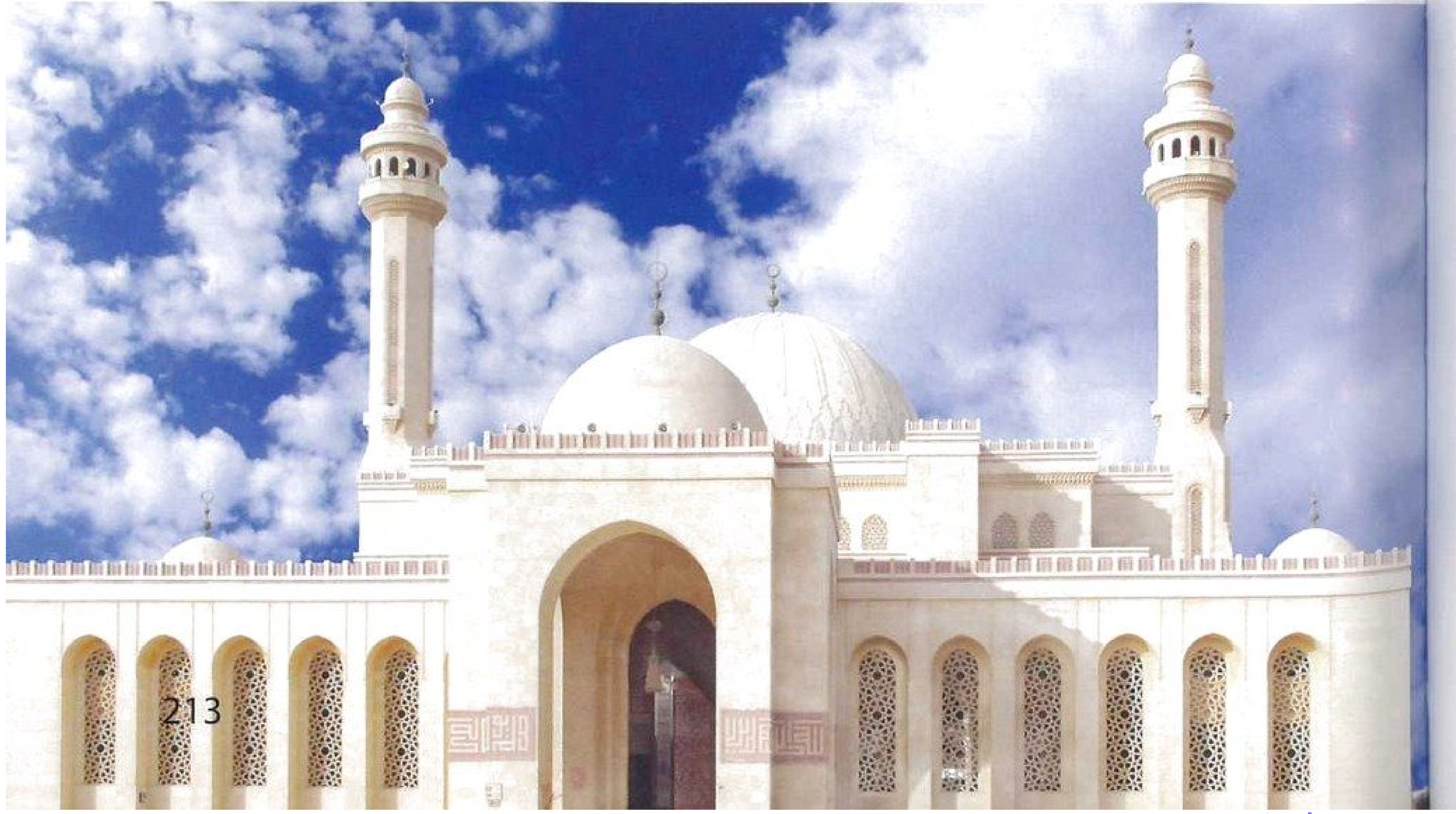



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم دونوں مسجد گئے، میرے ساتھی نے وضو بھی نہیں کیا تھا۔ جماعت کھڑی ہونے میں وقت تھا۔ میں نے دو رکعت ''تحیۃ المسجد'' پڑھی اور اپنے دوست کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا لیا: اے اللہ! میں نے تیرے بندے کے ساتھ کیا کیا سلوک کیے، جتن کیے اور اب میں اس کو مسجد میں لے آیا ہوں۔ اے میرے رب! اس کو ہدایت دینا تیرا کام ہے۔ جب نماز ختم ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا: ذرا بتاؤ، تمہارے دل کی کیفیت کیا ہے؟ کہنے لگا: ایسی راحت جس کی کوئی مثال نہیں۔ میں نے کہا! اچھا تو تھوڑی دیر بعد مغرب کی نماز ہے۔ میری تم سے درخواست ہے کہ غسل اور وضو کرو۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت عطا فرما دی۔ وہ دین کے اوامر پر سختی سے کاربند ہو گیا۔ ہماری دوستی میں اضافہ ہو گیا۔

**قرآنی دعا**

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿151﴾

الأعراف

اب میں نے مدرسے کے دیگر اساتذہ سے کہا: دیکھیے! آپ لوگوں کا اس سے معاملہ درست نہیں تھا۔ دیکھیے! اخلاق، حکمت اور دعا کے ساتھ میں نے اس کو نیکی کی دعوت دی تو اس نے قبول کر لی۔ پھر یہی استاذ جو کل تک نماز نہیں پڑھتا تھا کچھ عرصہ بعد اسلام کا داعی بن گیا۔ حکومت نے اسے بیرون ملک بھیجا، وہاں بہت سارے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سنہرے اوراق، ص: 148



## 89- عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دعا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک جنگی مہم جاسوسی کے لیے روانہ فرمائی۔ یہ لوگ آگے بڑھتے رہے۔ عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو قبیلۂ ہذیل کی ذیلی شاخ بنولحیان کے لوگوں کو ان کی خبر ہو گئی۔ بنولحیان کے سو تیر انداز مسلمانوں کے تعاقب میں نکلے۔ راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کھجور کی گٹھلیاں پڑی ہیں۔ مسلمان مدینہ سے یہ کھجوریں زادِ راہ کے طور پر لائے تھے۔ انہوں نے گٹھلیاں اٹھا کر دیکھیں تو کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجور ہے۔ اب کے وہ زیادہ گرم جوشی سے مسلمانوں کے تعاقب میں ہو لیے۔ آخر بنولحیان کے تیر اندازوں نے مسلمانوں کو جا لیا۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے تیر اندازوں کو آتے دیکھا تو ایک بلند اور وسیع و عریض ٹیلے پر چڑھ بیٹھے۔ بنولحیان کے لوگ آئے اور ٹیلے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو آواز دی: دیکھو! اگر تم لوگ نیچے اتر آؤ تو ہم تمہیں امان دیتے ہیں۔ عاصم رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تو کافر کی امان میں نہیں جاؤں گا۔

پھر انہوں نے اپنے مولا سے ایک دعا مانگی:

'اَللّٰهُمَّ! أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ'

''یا اللہ! اپنے نبی کو ہماری خبر کر دے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کے ذریعے اپنے نبی کو اطلاع کر دی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے انکار پر بنولحیان کے تیر اندازوں نے تیر برسانے شروع کر دیے۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ سمیت سات مجاہدین خلعت شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ صرف تین زندہ بچے۔ خبیب، زید اور ایک اور آدمی۔ کافروں نے انہیں بھی امان دی تو وہ اُن کے جھانسے میں آ گئے اور ٹیلے سے اتر آئے۔ دو تین کمانوں کی تانت اتاری گئی اور ان تینوں کی مُشکیں باندھ دی گئیں۔

تیسرے مجاہد نے کہا: لیجیے، بدعہدی کا آغاز ہو گیا۔ اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کافروں نے انہیں بہت گھسیٹا، کھینچا تانی ہوئی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ آخر انہوں نے اسے بھی شہید کر دیا اور خبیب و زید کو لے کر چل دیے۔ مکہ پہنچ کر انہوں نے خبیب و زید رضی اللہ عنہما کو فروخت کر دیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا۔ دراصل بدر کے روز خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کے باپ حارث بن عامر بن نوفل کو موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔

خبیب رضی اللہ عنہ چند روز ان کی قید میں رہے۔ جس روز اُنہوں نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، خبیب رضی اللہ عنہ نے زیر ناف بالوں کی صفائی کے لیے حارث کی بیٹی سے استرا مانگا۔ وہ خود بتاتی ہے کہ میں نے خبیب کو استرا دے دیا اور خود کسی کام میں مشغول ہو گئی۔ اتنے میں میرا شیر خوار بچہ رینگتا ہوا اس کے پاس چلا گیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے بچے کو اٹھایا اور گود میں بٹھا لیا۔ میری تو جان ہی نکل گئی۔ میں بچے کو چھڑانے دوڑی۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سمجھتی ہو، میں بچے کو مار ڈالوں گا؟ ان شاء اللہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

حارث کی وہ بیٹی کہتی ہے: خبیب سے اچھا قیدی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے کئی بار مشاہدہ کیا کہ اس کے سامنے انگور کے گچھے رکھے ہیں اور وہ انگور توڑ توڑ کر مزے سے کھا رہا ہے جبکہ اُن دنوں مکہ میں یہ پھل نہیں ملتا تھا۔ پھر اس کے پیروں میں تو بیڑیاں پڑی تھیں۔ دراصل وہ اللہ کا عطا کردہ رزق تھا۔



آخر ایک روز حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹے خبیب کو قتل کرنے کے لیے اسے حدود حرم سے باہر لے گئے۔ خبیب نے کہا مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دو۔ نماز سے فارغ ہو کر کہنے لگے: اگر تم یہ نہ کہتے کہ مجھ پر موت کا خوف طاری ہے تو میں اپنی نماز کو طویل کر دیتا۔

خبیب رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قتل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کی سنت جاری کی۔ پھر انہوں نے دعا فرمائی: یا اللہ! ان سب کو شمار کر لے۔ اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

مَــا إِنْ أُبَــالِـي حِيـنَ أُقْتَـلُ مُسْـلِمًــا

عَــلَــى أَيِّ شِـقٍّ كَـانَ لِـلّٰـهِ مَـصْـرَعِي

وَذٰلِكَ فِــي ذَاتِ الْــإِلٰـــهِ وَ إِنْ يَّشَـــأْ

يُبَــارِكْ عَــلَــىٰ أَوْصَــالِ شِـلْـوٍ مُّـمَـزَّعِ

”قتل ہوتے وقت میں مسلمان ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مقتول ہو کر کس پہلو پر گرتا ہوں“۔

”یہ سب کچھ تو ذات باری کے لیے ہے۔ اور وہ چاہے تو بدن کے کٹے پھٹے ٹکڑوں پر بھی برکت نازل کر دے۔“

اس کے بعد عقبہ بن حارث آگے بڑھا اور اُس نے خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

قریش نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کا سر لانے کے لیے چند آدمی روانہ کیے تاکہ اُس کی تشہیر کی جائے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے بھی بدر کے دن اُن کے ایک سردار کو تہ تیغ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عاصم رضی اللہ عنہ کے جسد خاکی پر چھاتے کی طرح شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیج دیا۔ کفار قریش اُن کے جسم کے قریب بھی نہ جا سکے۔

صحيح البخاري، حديث: 4086.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 90- سچی توبہ!

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ مسلم بن ابراہیم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مشہور عابد وزاہد حبیب فارسی کے پاس آیا اور بڑے تکبر اور رعب سے کہنے لگا: میری بات سنو! حبیب فارسی نے کہا: بتاؤ! کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میرے تین سو درہم تم پر واجب الادا ہیں، فوراً ادا کرو ورنہ میں قاضی کی عدالت میں تمہارے خلاف مقدمہ دائر کروں گا اور تمہیں لوگوں میں رسوا کروں گا۔ حبیب فارسی کہنے لگے: میرے عزیز! میرے اور تمہارے درمیان آج تک کبھی کوئی ملاقات ہی نہیں ہوئی، کوئی لین دین ہوا نہ کبھی میں نے تم سے کوئی قرض لیا، تم مجھ سے تین سو درہم کیوں طلب کر رہے ہو؟ تمہارا مطالبہ سراسر ظلم وزیادتی ہے۔

وہ شخص بولا: تمہیں یہ تین سو درہم دینے پڑیں گے، کان کھول کر سن لو، میں ہر صورت میں یہ رقم لے کر رہوں گا۔ حبیب فارسی نے اس سے کہا: تم کل تک اپنے مطالبے پر دوبارہ غور کرلو کیا واقعی تمہیں مجھ سے یہ رقم لینی ہے۔ اِدھر میں بھی سوچتا ہوں۔ گھر میں اپنے اوراق دیکھتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ میں بھول چکا ہوں اور مجھے میرے اوراق میں کوئی ایسی تحریر مل جائے جو تمہاری بات کی تصدیق کرے، تاہم میری یادداشت کے مطابق میرا تمہارا لین دین کا کبھی کوئی معاملہ نہیں ہوا۔

حبیب فارسی اپنے گھر تشریف لائے اور سارے حسابات کو دیکھا بھالا، ایک ایک ورق کی جانچ پڑتال کی مگر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے اس شخص کے دعوے کی تصدیق ہوتی ہو۔ یہ مستجاب الدعوات شخص تھے آدھی رات کے بعد انہوں نے وضو کیا، مصلے پر کھڑے ہوئے۔ دو رکعت نماز



پڑھی، پھر اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا دیے اور دعا مانگی:

''اے اللہ! اگر یہ شخص اپنے قول میں سچا ہے تو پھر مجھے اس کا حق واپس کرنے کی توفیق عطا فرما اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے ہاتھ شل کر دے تاکہ لوگوں کو میرا سچ اور اس کا جھوٹ معلوم ہو جائے۔''

اگلا دن طلوع ہوا تو اچانک ایک بھیانک منظر نظر آیا۔ اس شخص کو لوگوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا کیونکہ اس پر فالج کا حملہ ہوا تھا اور اس کا آدھا جسم بالکل شل ہو گیا تھا۔ اس شخص نے آتے ہی حبیب فارسی سے کہا: کیا آپ نے پہچانا؟ میں وہی شخص ہوں جس نے کل آپ سے دھونس، دھاندلی اور زیادتی کرتے ہوئے تین سو درہم مانگے تھے۔ سچ مُچ وہ میرا حق نہیں تھا جو میں آپ سے مانگ رہا تھا، نہ میں نے آپ کو بطور امانت دیے، نہ آپ نے مجھ سے کوئی قرض لیا، نہ میرا آپ سے کوئی لین دین تھا، بس میرے جی میں آئی کہ آپ چونکہ ایک معروف اور شریف آدمی ہیں، لوگوں میں آپ کی بڑی عزت اور شہرت ہے، اس لیے آپ میری دھمکی میں آ جائیں گے اور اپنی عزت بچانے کے لیے میرا مطالبہ پورا کر دیں گے۔

حبیب فارسی نے اس سے کہا: کیا تم دوبارہ ایسی حرکت کرو گے؟ مجھے یا کسی اور مسلمان کو اسی طرح ناجائز تنگ کرو گے اور اس سے غلط اور ناحق مطالبہ کرو گے؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں، میں توبہ کرتا ہوں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

حبیب فارسی نے دوبارہ بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا دیے اور نہایت لجاجت سے عرض کرنے لگے:

'اللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَ صَادِقًا فَأَلْبِسْهُ الْعَافِيَةَ'

''اے اللہ! اگر یہ اپنے قول و قرار میں سچا ہے تو اسے شفایاب کر دے۔''

یہ دعا کرنے کی دیر تھی کہ وہ شخص یک دم اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کا مفلوج بدن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کسی علاج کے بغیر ہی ٹھیک کر دیا، پھر وہ یوں چلنے لگا جیسے اسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

مختصر تاریخ دمشق: 1/ 828



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 91- مظلوم کی آہ سے بچو ورنہ......

اہل کوفہ نے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے) کے خلاف شکایت کی۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ کوفہ کا حاکم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا۔ اہل کوفہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت یہاں تک کی تھی کہ وہ نماز بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھاتے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور پوچھا: اے ابو اسحاق! (یہ سیدنا سعد کی کنیت تھی) یہ کوفہ والے شکایت کرتے ہیں کہ آپ انہیں اچھی طرح سے نماز بھی نہیں پڑھا سکتے؟

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پڑھاتا تھا۔ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتا تھا۔ عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت لمبی کرتا تھا اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا تھا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! آپ کے بارے میں میرا یہی خیال تھا کہ آپ انہیں سنت کے مطابق نماز پڑھاتے ہوں گے۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی کو کوفہ روانہ کیا۔ اس آدمی نے



ساری مسجدوں میں گھوم گھوم کر اہل کوفہ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا اور سبھی نے ان کے متعلق تعریفی کلمات کہے۔ لیکن بنو عبس کی مسجد میں اسامہ بن قتادہ نامی ایک شخص نے پوچھنے والے سے ان کے خلاف شکایت کی اور کہا: جب آپ ہمیں قسم دیتے ہیں تو ہماری شکایت ہے:

'فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ'

''سعد جنگ میں نہیں جاتے تھے' مال غنیمت برابر تقسیم نہیں کرتے تھے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے تھے''۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کا شکوہ سن کر فرمایا: اللہ کی قسم! تم نے تین جھوٹی شکایتیں کی ہیں۔ میں بھی تمہیں تین بددعائیں دیتا ہوں:

'اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمُرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ'

''الٰہی! تیرا یہ بندہ اگر جھوٹا ہے اور ریاکاری وشہرت کے لیے اٹھ کر اس نے میرے خلاف شکایت کی ہے تو اس کی عمر لمبی کر' تادیر اس کو فقر میں مبتلا رکھ اور اسے فتنے میں مبتلا کر دے۔''

اس آدمی کو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔ چنانچہ جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا: بوڑھا آدمی ہوں' آزمائش میں ڈالا گیا ہوں' سعد کی بددعا مجھے لگ گئی ہے!!۔

ایک راوی عبدالملک کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے اس آدمی کو دیکھا' بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کی پلکیں گر چکی تھیں اور وہ راستوں میں نوجوان لڑکیوں کو آنکھیں مارتا تھا''۔

صحيح البخاري، حديث: 755۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 92- سید الاستغفار

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گناہوں کی معافی چاہنے کے لیے سب سے اہم دعا یہ ہے۔''

'اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَآ إِلٰـهَ إِلَّآ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْلِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبُ إِلَّا أَنْتَ'

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ حسب استطاعت تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اپنے اوپر تیرے انعامات کا اعتراف کرتا ہوں۔ اپنے گناہوں کا اعتراف بھی کرتا ہوں۔ تو مجھے بخش دے۔ گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی معاف نہیں کرسکتا۔''

جس آدمی نے صبح کو صدقِ دل سے یہ دعا کی، وہ اُسی روز شام سے پہلے وفات پا گیا تو اہل جنت میں ہے اور جس نے رات کو صدق دل سے یہ دعا کی، وہ اسی رات صبح سے پہلے وفات پا گیا تو اہل جنت میں ہے۔

صحيح البخاري، حديث: 6306.



# 93- اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرو بن اخطب کے لیے دعا

ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی: 'اللَّهُمَّ جَمِّلْهُ' ''اے اللہ اسے خوبصورت بنا دے''۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے انہیں حسن و جمال بھی ملا اور انہوں نے سو سال کی عمر پائی، اس طویل عمر کے باوجود سر کے بال کالے تھے، واقعی وہ بہت خوبصورت تھے۔

سير أعلام النبلاء: 3/473۔

## تراشے

کئی سادہ لوح دیہاتی اتنے یقین اور اپنائیت کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ ان کی دعا سن کر رشک آتا ہے۔ ایسے ہی ایک دیہاتی کو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے دعا کرتے ہوئے سنا:

'اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ رِزْقِي فِي السَّمَاءِ فَأَنْزِلْهُ، وَإِنْ كَانَ فِي الْأَرْضِ فَأَخْرِجْهُ وَإِنْ كَانَ بَعِيدًا فَقَرِّبْهُ، وَإِنْ كَانَ قَرِيبًا فَيَسِّرْهُ، وَإِنْ كَانَ قَلِيلًا فَكَثِّرْهُ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا فَبَارِكْ لِي فِيهِ'

''اے اللہ! اگر میرا رزق آسمان میں ہے تو اسے زمین پر اتار دے۔ اگر زمین میں ہے تو اسے نکال کر نمایاں کر دے۔ اگر دور ہے تو اسے قریب کر دے۔ اگر قریب ہے تو اسے میسر فرما دے۔ اگر تھوڑا ہے تو اسے زیادہ کر دے۔ اگر زیادہ ہے تو اس میں برکت ڈال دے''۔

كنز الدعاء، لأبي الفداء محمد عزت محمد عارف، ص: 50.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 94- اے اللہ! اس کے لیے نشانی عطا کر دے

سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ قبیلہ دوس کے ہر دل عزیز سردار تھے۔ ان کی بات ان کے قبیلے کے لوگ غور سے سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ وہ اپنے شہر سے بغرض تجارت مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سرداران قریش ان کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے کیونکہ انہیں یہ خوف دامن گیر تھا کہ کہیں طفیل دین اسلام میں داخل ہو کر محمد ﷺ کے پیروکاروں میں شامل نہ ہو جائیں۔ انہوں نے طفیل بن عمرو دوسی کو نبی کریم ﷺ کی بات سننے یا آپ کی مجلس میں بیٹھنے اٹھنے سے منع کر دیا۔ قریش نے ان سے کہا:

"دیکھیے طفیل! آپ ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں۔ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں اس لیے ایک اہم معاملہ میں آپ کی رہنمائی بہت ضروری ہے۔ ہمارے ہاں ایک آدمی ہے جس نے ہمارے معاملات بگاڑ کر رکھ دیے ہیں۔ اس نے ہمارے درمیان سخت اختلافات پیدا کر دیے ہیں اور ہمارا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ اس کی باتوں میں جادو ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ آدمی اور اس کے والدین، اس کے بہن بھائیوں اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ ہماری طرح آپ کو اور آپ کی قوم کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ لہذا آپ محتاط رہیے گا اور ہرگز اس سے کلام کیجیے گا نہ اس کی باتوں پر کان دھریے گا۔

سیدنا طفیل کا بیان ہے: اللہ کی قسم! وہ محمد ﷺ کے خلاف مسلسل میرے کان بھرتے رہے، حتی کہ میں نے پختہ عزم کر لیا کہ محمد ﷺ کی کوئی بات میرے کانوں سے ٹکرانے نہ پائے۔ پھر میں بیت اللہ شریف میں پہنچا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی آپ ﷺ کے نزدیک ہی ایک جگہ کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نہ چاہنے کے باوجود آپ ﷺ کا کچھ کلام مجھے بھی سنا دیا۔ یہ کلام واقعی مجھے بہت عمدہ اور شاندار لگا۔ میں نے دل میں کہا: طفیل تمہیں کیا ہو گیا، اللہ کی قسم! تم ایک قبیلے کے سردار ہو، سمجھ دار انسان ہو، کوئی بچہ یا بے وقوف تو نہیں ہو۔ تم ایک چالاک اور ہوشیار شاعر ہو۔ تم اچھے برے کلام کی تمیز کا مادہ بھی رکھتے ہو، تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس آدمی کی بات نہ سنو؟ کوئی اچھی بات بتلائے گا تو قبول کر لینا اور اگر کوئی نامناسب بات ہوئی تو چھوڑ دینا۔

میں بیٹھا ہی تھا کہ رسول اکرم ﷺ اٹھے اور اپنے گھر کو روانہ ہو گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے چلتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی: اے محمد! آپ کی قوم نے آپ کے متعلق مجھ سے

بنو دوس کی وادی کا ایک خوبصورت منظر





محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اور یہ باتیں کہی ہیں، اللہ کی قسم! ان لوگوں نے آپ کے خلاف میرے کان اس قدر بھر دیے کہ میں نے آپ کی بات سنائی دینے کے ڈر سے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی، مگر اللہ تعالیٰ نے میرے نہ چاہنے کے باوجود آپ کے کلام کا کچھ حصہ مجھے سنا ہی دیا۔ میں نے آپ کا کلام بہت ہی اچھا پایا۔ اس لیے اب آپ مجھے اپنی بات سنائیں۔

سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

اس پر رسول اللہ ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت احسن انداز میں پیش کی اور قرآن کریم کی چند آیات کی تلاوت فرمائی۔ اللہ کی قسم! میں نے اس سے اچھا کلام کہیں اور نہیں سنا تھا اور نہ اس سے بہتر تعلیم مجھے کسی نے دی تھی۔ میں فوراً کلمہ شہادت پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہو گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میری قوم کے لوگ میری بات مانتے ہیں۔ ابھی میں ان کے پاس جاؤں گا اور انہیں اسلام کی دعوت دوں گا، اس لیے آپ میرے لیے کسی نشانی کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں جو میری قوم کے اسلام میں داخل ہونے اور میری دعوت قبول کیے جانے میں معاون ثابت ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے میری بات سن کر یہ دعا فرمائی:

'اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهُ آيَةً'

اے اللہ! اس کے لیے کوئی نشانی عطا کر دے''۔

پھر میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب میری قوم کے لوگ مجھے نظر آنے لگے تو یکا یک میری آنکھوں میں چراغ کے مانند ایک روشنی سی پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ! یہ روشنی میری آنکھ کے علاوہ کسی اور جگہ منتقل فرما دے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ دیکھ کر کہیں میری قوم کے لوگ یہ نہ کہنے لگیں



''کہ چونکہ میں نے اپنا دین ترک کر دیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور سزا میری آنکھ میں یہ عیب لگا دیا ہے۔ یہ دعا کرتے ہی روشنی میری آنکھ سے منتقل ہو کر میرے کوڑے کے اوپری حصے میں آ گئی۔ اب لوگ وہ روشنی میرے کوڑے کے اوپری حصے میں دیکھنے لگے جیسے وہ کوئی لٹکتی ہوئی روشن قندیل ہو۔

جب میں اپنی قوم کے پاس پہنچا تو میرے والد محترم جو ضعیف العمر تھے، میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے ان سے کہا: ابا جان! آپ مجھ سے الگ ہی رہیں کیونکہ اب میرا اور آپ کا رشتہ نہیں رہا۔

## تراشے

اللہ کے رسول ﷺ کا ہمیشہ کے لیے معمول تھا کہ آپ ﷺ سونے سے قبل سورت الملک پڑھ کر سوتے تھے، احادیث میں آتا ہے کہ یہ سورت قیامت کے روز اپنے پڑھنے والے کے حق میں سفارش کرے گی حتی کہ اس کی بخشش کروا لے گی۔ اس سورت کو باقاعدگی سے پڑھنے والا عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

سنن الترمذي، حديث: 2890-2892۔

میرے والد نے پوچھا: آخر کیوں میرے بیٹے؟!

میں نے بتایا: میں دین اسلام میں داخل ہو کر محمد ﷺ کے پیروکاروں میں شامل ہو چکا ہوں۔

میرے والد صاحب نے کہا: بیٹے! میرا دین بھی وہی ہے جو تیرا دین ہے۔ پھر انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا:

'أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ'

''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں شہادت



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں‘‘۔

اور اس کے ساتھ ہی دین اسلام میں داخل ہو گئے۔

اتنے میں میری بیوی بھی آ گئی، میں نے اس سے بھی وہی کچھ کہا جو اپنے والد سے کہا تھا، چنانچہ وہ بھی دین اسلام میں داخل ہو گئی۔ پھر میں اپنی قوم کے لوگوں کے پاس گیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی مگر وہ ٹال مٹول کرنے اور مجھ سے منہ پھیرنے لگے۔ میں فوراً مکہ مکرمہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! قبیلہ دوس کے لوگ میرے اوپر لہو ولعب کے ذریعہ سے غالب آ گئے اور میری دعوت قبول کرنے میں ٹال مٹول کرنے لگے ہیں، اس لیے آپ ان کے خلاف بددعا کر دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے میری گفتگو سن کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور قبلہ رخ ہو گئے۔ میں نے دل میں کہا: اب دوس ہلاک ہو گئے، برباد ہو گئے، ان کی تباہی آ گئی مگر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

’اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا، اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا، اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا‘

’’اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے! اے اللہ دوس کو راہِ راست پر لے آ! اے اللہ! دوس کو سیدھے راستے پر گامزن کر!‘‘

پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

’اِرْجِعْ إِلٰى قَوْمِكَ فَادْعُهُمْ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَارْفُقْ بِهِمْ‘

’’اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ، ان کو اللہ تعالی کی طرف دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ‘‘۔

چنانچہ جب میں نے واپس آ کر ان کو نرمی سے تبلیغ کی تو قبیلہ کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔



# 95- اللہ نے قریش کے سرغنوں کو پکڑ لیا

ہجرت سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ قریشِ مکہ کی زیادتیاں دن بدن بڑھتی جا رہی تھیں۔ جوں جوں توحید کی روشنی پھیلتی گئی اور لوگ ایک رب کے سامنے اپنی جبین نیاز جھکانے لگے؛ قریش کے غیظ وغضب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اب وہ کھلم کھلا اللہ کے رسول ﷺ کو بھی اپنے تشدد کا نشانہ بنانے لگے تھے۔ ایک دن صحنِ کعبہ میں ابوجہل اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ان میں سے ایک بدبخت کو شرارت سوجھی بولا: کون ہے کہ جو بنوفلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد ﷺ سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے۔

مکہ مکرمہ میں بکریاں چرانے والے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اس واقعہ کے چشم دید گواہ اور راوی ہیں فرماتے ہیں: اس پر قوم کا بدبخت ترین آدمی عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور جا کے اوجھڑی لے آیا۔ اب وہ اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ کب اللہ کے رسول ﷺ سجدے میں جائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سجدے میں گئے تو اس بدبخت نے اوجھڑی کو آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان ڈال دیا۔

مشرکین کی جماعت قہقہے مارتے ہوئے لوٹ پوٹ ہونے لگی اور ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ سجدے میں ہی پڑے رہے اور سر مبارک نہ اٹھایا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں قوم کا ضعیف ترین آدمی تھا۔ میں سارا ماجرا دیکھ رہا تھا مگر کچھ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکتا تھا، کاش میرے اندر انہیں بچانے کی طاقت ہوتی! ادھر ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کے گھر جاتا ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خبر دیتا ہے۔ اس وقت وہ نوعمر لڑکی تھیں بھاگتی ہوئی آئیں اور اپنے بابا کے کندھوں سے گندگی اتاری اور ان ظالموں کو شرم دلانے لگیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ'' ''اے اللہ تو قریش کو پکڑ لے''۔

قریش کو اللہ کے رسول ﷺ کی بددعا بہت گراں گزری کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ اس شہر میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس بعد آپ ﷺ نے نام لے لے کر بددعا کی۔ اے اللہ تو ابوجہل کو پکڑ لے۔ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ساتویں کا نام بھی لیا مگر راوی کو اس کا نام بھول گیا۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہی غزوہ بدر ہوتا ہے۔ مذکورہ تمام مجرمین بدر کے میدان میں جاتے ہیں۔ اور پھر اس شرارت کا آغاز کرنے والے ابوجہل کا جو حشر ہوا وہ قارئین پر مخفی نہیں کہ اسے دو انصاری نوجوانوں نے شدید زخمی کر دیا۔

معرکہ کے اختتام پر اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کون ہے جو دیکھے کہ ابوجہل کا انجام کیا ہوا؟ اس پر صحابہ کرام اس کی تلاش میں بکھر گئے۔ اور اسے حسن اتفاق کہیے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے اس حالت میں پایا کہ وہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔ انہوں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا۔ چھوٹے سے قد کے عبداللہ بن مسعود نے اس کی گردن کاٹنے کے لیے اس کی ٹھوڑی کو پکڑا تو ابوجہل نے آنکھیں کھولیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

اللہ کے دشمن آخر اللہ نے تجھے رسوا کیا نا۔

بولا: مجھے کاہے کو رسوا کیا؟ جس شخص کو تم لوگ قتل کر رہے ہو کیا قریش میں اس سے بلند پایہ کوئی



آدمی ہے؟ پھر کہنے لگا: کاش مجھے ایک کسان کی بجائے کسی معزز شخص نے قتل کیا ہوتا!!

ابوجہل نے مرنے سے تھوڑی دیر قبل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: مجھے بتاؤ کہ آج فتح کس کی ہوئی؟

انہوں نے جواب دیا: اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فتح ہوئی۔

اب انہوں نے امت محمدیہ کے اس فرعون کی گردن پر پاؤں رکھا تو ابوجہل جو زخموں سے چور تھا، اٹھنے سے قاصر تھا مگر بات کر رہا تھا، کہنے لگا: او بکری کے چرواہے تو بڑی اونچی اور مشکل جگہ پر چڑھ گیا ہے۔ انہوں نے اس کی سنی ان سنی کر کے اس بدبخت کا سر کاٹ لیا۔

ابوجہل سمیت وہ تمام بدبخت جن کا نام اوپر مذکور ہے انہیں دیگر مقتولین کے ساتھ گھسیٹ کر بدر کے گندے کنویں میں پھینک دیا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

'وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَرْعَى فِي قَلِيبِ بَدْرٍ'

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ان تمام لوگوں کو جن کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی تھی، بدر کے گندے کنویں میں مقتول پڑے ہوئے دیکھا۔

قارئین کرام: انسان کی زندگی میں یقیناً بعض بڑے مشکل وقت آتے ہیں مایوس نہ ہوں۔ اپنے ہاتھوں کو اپنے سچے اور رحیم وکریم رب کی طرف بلند کیجیے، اس سے دعا کیجیے، اس کو پکاریں انشاء اللہ آپ کی دعا قبول ہوگی۔ آپ کی پریشانی دور ہوگی اور آپ کے دشمنوں کو ذلت اور رسوائی ملے گی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

## تراشے

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’تین آدمیوں کی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ ۱) مظلوم کی دعا۔ ۲) مسافر کی دعا۔ ۳) والد کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں۔

سنن ابن ماجه، حديث:3862۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ اس کی ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے، حدیث شریف میں دعا قبول ہونے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں، آیئے مسند احمد کی وہ حدیث جو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ اسے پڑھتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

’’جب کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک چیز اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔

1- دعا کے مطابق اس کی خواہش پوری کر دی جاتی ہے۔

2- اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ اجر بنا دیا جاتا ہے۔

3- اس دعا کے برابر اس سے کوئی مصیبت ٹال دی جاتی ہے۔

صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں انہوں نے اسلام کی روشن راہوں کو مختلف سوالات کر کے مزید روشن کر دیا، انہوں نے عرض کی: پھر تو ہم کثرت سے دعائیں کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’تم جتنا چاہو مانگو، اللہ کے خزانے بہت زیادہ ہیں‘‘۔



# 96- کفارۂ مجلس کی دعا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا:

’’جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھ کر بات چیت کرتا ہے جس میں بالعموم کچھ نامناسب باتیں بھی ہو جاتی ہیں، پھر مجلس برخاست ہونے سے پہلے یہ دعا کر لیتا ہے تو مجلس کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔

’سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ‘

’’اے اللہ! تو پاکیزہ ہے۔ تیری حمد کے ساتھ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ میں تجھ سے معافی چاہتا اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔‘‘

جامع الترمذي، حديث:3433.

## تراشے

قبیلہ دوس کے سردار طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دوس کے لوگوں نے اسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بد دعا کیجیے۔ اس پر وہاں موجود چند افراد نے کہا: اب تو دوس کے لوگوں کی ہلاکت یقینی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اہل دوس کے لیے بجائے بد دعا کرنے کے یہ دعا فرمائی: ’’یا اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت عطا فرما اور انہیں میرے پاس لے آ۔‘‘

صحيح البخاري، حديث:2937، و صحيح مسلم، حديث:2524.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 97- جھوٹا مقدمہ

اموی حکمران مروان بن حکم کے دور خلافت میں اروی بنت اویس نامی خاتون نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے خلاف مقدمہ دائر کروایا۔ سیدنا سعید عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ مقدمہ میں دعوی کیا گیا تھا کہ انہوں نے اروی کی زمین کے ایک ٹکڑے پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔ مقدمہ مروان کے پاس گیا اس نے نہایت عزت واحترام کے ساتھ سیدنا سعید کو بلوایا۔ یہ اس وقت خاصے بوڑھے ہو چکے تھے۔ مقدمہ پیش ہوا تو انہوں نے کہا:

میں اس کی زمین پر کیسے قبضہ کر سکتا ہوں۔ جب کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے خود سنا ہے.... مروان کہنے لگا: اے صحابی رسول آپ بتایئے آپ نے کیا سنا ہے؟ کہنے لگے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ‘

’’جس شخص نے ایک بالشت برابر بھی ظلم سے کسی کی زمین پر قبضہ کیا تو قیامت کے دن اس کی گردن میں ساتوں زمینوں کو طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا‘‘۔

مروان نے کہا کہ اس کے بعد کسی دلیل، گواہ یا حجت کی کوئی ضرورت نہیں اور مقدمہ خارج کر دیا۔

آخر وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ بزرگی کی عمر میں اہانت کی گئی تھی اور ان پر ناجائز طومار باندھا



گیا اور عدالت میں طلب کیا گیا تھا چنانچہ انہوں نے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر اللہ تعالی سے ایک دعا مانگی:

’اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً، فَعَمِّ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا‘

’’اے اللہ! اس جھوٹی کو اندھا کر دے اور اس کو اس کی زمین ہی میں قتل کر دے‘‘۔

چنانچہ مرنے سے پہلے یہ عورت اندھی ہو گئی تھی۔ ایک دن اپنی زمین میں پھر رہی تھی کہ:

’إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ‘

’’اچانک وہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی‘‘۔

متفق عليه، صحيح البخاري، حديث: 3198، وصحيح مسلم، حديث: 1610۔

## تراشے

رسول اللہ ﷺ ایسی دعا سے پناہ مانگا کرتے تھے جو قبول نہیں ہوتی۔ انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا کا تذکرہ کیا ہے جو آپ ﷺ اکثر مانگا کرتے تھے:

’اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ‘

’’اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں: ایسے علم سے جو نفع نہیں دیتا، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جس کی شنوائی نہیں ہوتی‘‘۔

صحيح أبي داود: 1548۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 98- اور اس کی بیٹی بچ گئی

1431 ہجری کے رمضان المبارک میں مجھے اعتکاف بیٹھنے کا اتفاق ہوا، مسجد عبداللہ الراجحی شہر ریاض کی ایک نمایاں مسجد ہے۔ اعتکاف کے دوران اس مسجد میں متعدد علمائے کرام نے خطاب کیا، ایک شیخ نے مندرجہ ذیل واقعہ سنایا اور کہا کہ اس واقعہ کی تصدیق مصر کے مشہور عالم الشیخ محمد حسان نے بھی کی ہے۔

مصر کے ایک قصبہ میں ایک خاتون اپنے سسر، بیٹی اور ایک چھوٹی سی نواسی کے ساتھ مقیم تھی، یہ گھرانہ بہت نادار اور فقیر تھا، گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ فاقہ کشی کی نوبت آگئی تھی۔ اسی دوران نوعمر نواسی بیمار ہوگئی، اس کے علاج معالجہ کے لیے گھر میں کچھ بھی نہ تھا۔ حتی کہ ایک رات اس بچی کی بیماری خطرناک حد تک بڑھ گئی، گھر میں فاقہ اوپر سے بیماری ...... ماں کو اور تو کچھ نہیں سوجھا، اس نے مصلی بچھا لیا اور اپنے رب سے التجائیں کرنے لگی، میرے مولا میرے گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں...... میں نے تیرا شکوہ نہیں کیا مگر اب یہ میری نواسی.... معصوم سی ہمارے گھر کی رونق ...... میرے پاس تو اس کے علاج کے لیے کوئی پیسہ بھی نہیں ہے۔ بس تیرا دروازہ ہے۔ تو ہی مدد کر سکتا ہے، وہ دیر تک ہاتھ اٹھائے دعا مانگتی رہی، اور پھر اچانک کسی نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو سامنے ڈاکٹر اپنے تشخیصی اور معالجاتی ساز وسامان کے ساتھ کھڑا تھا، اس نے پوچھا: بی بی! تمہاری بیمار نواسی کدھر ہے؟ اور پھر اس نے بیمار بچی کا معائنہ کیا، اس کے لیے دوا لکھی اور کہا کہ جلدی سے میڈیکل سٹور سے لے آؤ، فکر نہ کرو ان شاء اللہ تعالیٰ بچی ٹھیک ہو جائے گی۔

مگر ہمارے پاس اس کی دوا کے لیے کوئی پیسہ نہیں، تو اگر تمہارے پاس دوائی خریدنے کے لیے

الراجحی مسجد۔ ریاض کا خوبصورت منظر

کوئی پیسہ نہیں تو پھر میری فیس کون ادا کرے گا؟ مگر ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ گھر والوں نے کہا۔

اگر تمہارے پاس گھر میں کوئی پیسہ نہیں تھا تو پھر رات گئے مجھے فون کر کے کیوں بلوایا تھا، ڈاکٹر کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا اور وہ بڑبڑا رہا تھا۔

مگر ہم نے تو کسی کو فون نہیں کیا اور نہ ہی ہمارے گھر میں کوئی فون ہے جس سے ہم آپ کو فون کرتے،

## تراشے

محاصرہ طائف کے دوران صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے تو ہمیں سوختہ ساماں کر ڈالا ہے۔ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے بددعا کیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کے لیے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ثقیف کو ہدایت سے بہرہ یاب فرما۔''

مسند أحمد:3/343، و مصنف ابن أبي شيبة:6/413، حديث:32496.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پھر مجھے کس نے فون کر کے بلوایا ہے۔ کیا یہ ایڈریس تمہارا نہیں ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے پرچی سے ایڈریس پڑھتے ہوئے کہا۔

دراصل ان کے ہمسایہ گھرانے کی بچی شدید بیمار تھی، اور انہوں نے اس ڈاکٹر کو فون پر بلوایا تھا۔ اللہ کی قدرت! اس بوڑھی ماں کی دعا قبول ہو چکی تھی۔ قدرت کو اس پر رحم آ گیا تھا اور ڈاکٹر ان کے ہمسایوں کے ہاں جانے کی بجائے ان کے گھر آ گیا۔

اتنی دیر میں ان کے ہمسایہ والے بھی بات چیت سن کر آ چکے تھے۔

ڈاکٹر ان کے یہاں گیا۔ تھوڑی دیر میں اس کے دل کی کایا پلٹ چکی تھی، وہ واپس آیا اور تصدیق کی کہ واقعی ان لوگوں کے پاس علاج کے لیے رقم نہیں اور یہ فاقے سے ہیں؟

### قرآنی دعا

حَسْبِیَ اللّٰہُ ۖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿129﴾

التوبة

ڈاکٹر صاحب نے کہا: تم لوگ فکر نہ کرو اس بچی کا علاج میرے ذمہ رہا۔ تمہارے اخراجات کے لیے بھی میں ماہانہ وظیفہ کا بندوبست کر رہا ہوں۔ اس نے دوائی بھجوا دی۔ بچی کو اللہ رب العزت نے شفا عطا فرما دی۔ اور اس گھرانے کے لیے ماہانہ وظیفہ کا بندوبست بھی ہو گیا۔

مؤلف کی ڈائری سے۔



# 99- براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعا

براء بن مالک بن نصر انصاری رضی اللہ عنہ جرأت مند اور بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے یہ جلیل القدر صحابی جنگ یمامہ میں بھی شامل تھے۔ دوران جنگ مسلمانوں پر انتہائی مشکل وقت آن پڑا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہنے لگے: براء اٹھو اور اپنا کردار ادا کرو۔ یہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اللہ تعالی کی حمد وثنا کے بعد کہا: اے اہل مدینہ! آج مدینہ کا خیال چھوڑ کر صرف ایک اللہ اور جنت کو سامنے رکھو۔ پھر انہوں نے لوگوں کے ساتھ مل کر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ اہل یمامہ کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس دن براء بن مالک کا سامنا ایک نہایت طاقتور شخص کے ساتھ ہوا۔ جسے یمامہ کا گدھا کہا جاتا تھا۔ براء بن مالک نے اس کے پاؤں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ منہ کے بل جا گرا۔ سیدنا براء نے اسی کی تلوار نکال کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر مسلمانوں نے ان پر ایسا زور دار حملہ کیا کہ اہل یمامہ کو اس باغ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا جس میں مسیلمہ کذاب چھپا بیٹھا تھا۔ اہل یمامہ نے باغ کے اندر گھس کر دروازہ بند کر لیا۔ اب مسلمانوں اور مرتدین کے درمیان ایک اونچی فصیل اور مضبوط دروازہ حائل تھا۔

براء بن مالک کے ذہن میں اس وقت ایک ایسا اچھوتا خیال آیا جو ان جیسا جنت کا مشتاق ہی سوچ سکتا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آپ لوگ مجھے باغ کے اندر پھینک دیں۔ میں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ان کے ساتھیوں نے ان کی خواہش کو عملی جامہ پہنا دیا۔ ذرا تصور کریں اتنا بڑا لشکر جس میں ہزاروں لوگ شامل ہیں۔ ایک شخص اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تن تنہا ان سے برسر پیکار ہو جاتا ہے۔ ایک انتہائی خونریز معرکے کے بعد وہ دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کے جسم پر تیروں، تلواروں، نیزوں اور لاٹھیوں کے اسی سے زیادہ زخم تھے۔ انہیں ان کی اقامت گاہ پر لایا گیا۔ ایک مہینہ تک ان کا علاج ہوتا رہا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خود ان کے علاج کی نگرانی کرتے رہے۔ ایک مہینے بعد وہ صحت یاب ہو کر دوبارہ میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھانے کے لیے تیار تھے۔ اہل فارس کے خلاف ''تستر'' کے میدان میں بھی مسلمانوں پر ایک کڑا وقت آ گیا۔ مسلمان براء کے پاس آئے اور کہا: حلف اٹھا کر اللہ سے کوئی درخواست کرو۔ ہمیں یقین ہے کہ تمہاری درخواست ضرور قبول ہوگی۔ سیدنا براء بن مالک کہنے لگے: اے اللہ! جب ہم کفار کے لشکر کو کچل لیں تو مجھے اپنے پاس بلا لینا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے براء بن مالک کے ساتھ مل کر ایک بھرپور حملہ کیا۔ جس سے کفار کے پاؤں اکھڑ گئے پھر مسلمانوں نے انہیں سنبھلنے کا موقع نہیں دیا اور انہیں مسلسل روندتے چلے گئے۔ براء بن مالک نے اہل فارس کے بڑے بڑے سورماؤں کو قتل کیا۔ مسلمانوں کو ایک فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ براء بن مالک کہیں نظر نہیں آ رہے۔ پھر زخمیوں اور شہداء میں انہیں تلاش کرنا شروع کیا۔ آخر کار ایک جگہ شہداء میں ان کا جسد خاکی مل گیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں براء بن مالک جیسے جری مجاہد تھے جنہوں نے تاریخ کا رخ ہی موڑ دیا۔ انہوں نے وقت کی دو بڑی قوتوں سے بیک وقت ٹکرا کر دونوں کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے تیار کردہ لوگ عجائبات عالم میں سے تھے۔ تاریخ انسانیت میں ان جیسے لوگ کہیں نظر نہیں آتے۔

أبوبكر صديق رضي الله عنه شخصية و عصره، للدكتور علي محمد الصلابي: 4/ 112



# 100- دعا کی تاثیر

2004 کی بات ہے کہ میں ایک مرتبہ پھر چین میں تھا، ریاض سے چین کے لیے براہ راست کوئی فلائٹ نہیں ہے۔ یا تو براستہ دوبئی یا ہانگ کانگ، یا قطر ایرویز کے ذریعہ دوحہ سے ہوتے ہوئے کم و بیش 18 سے 20 گھنٹے ہوٹل پہنچنے تک لگ ہی جاتے تھے، خصوصاً میں جس شہر سے بابا سلام بنوار ہا تھا وہ شنجن سے دو گھنٹے کی مسافت پر تھا۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ چنگ شن پہنچتے پہنچتے رات کے 10 بج گئے، ہر چند کہ ہوٹل بڑا آرام دہ تھا، مگر تھکان سے برا حال تھا، میری عادت ہے کہ ہمیشہ اپنے ادارے کے کسی ملازم یا مقامی کمپنی کے مالک کو ائیر پورٹ پر ضرور بلوالیتا ہوں تا کہ اگر کوئی مسئلہ پیش آ جائے تو وہ اسے نمٹا سکے۔ عبدالکریم ہمارے پاس گزشتہ سات آٹھ برس سے کام کر رہا ہے۔ اس مرتبہ وہ ائیر پورٹ پر موجود تھا، میں نے کہا: عبدالکریم! میری صحت خاصی خراب ہے تھکاوٹ سے برا حال ہے۔ میرا معاملہ یہ ہے کہ شدید تھکاوٹ ہو تو جلد نیند نہیں آتی، میں نے عبدالکریم سے کہا: جلدی سے میرے لیے مساج کا بندوبست کرو۔ چین میں عموماً عورتیں مساج کرتی ہیں۔ مرد بھی ہوتے ہیں مگر وہ رات کے دس بجے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ جبکہ عورتیں رات گئے تک مساج کے لیے دستیاب ہوتی ہیں۔ اس نے کمرے سے فون کر کے رابطہ کیا۔ مساج سنٹر والوں نے جواب دیا: اس وقت تو صرف عورت ہی مساج کے لیے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چین کے اکنامک سٹی شنجن کا خوبصورت منظر

دستیاب ہے۔ میں نے اس سے کہا: میرا ایمان ابھی اتنا کمزور نہیں ہوا کہ عورتوں سے جسم کو دبواتا پھروں۔ آپ خود جا کر ڈیوٹی منیجر سے معلوم کریں۔ خرچ جتنا بھی ہو جائے کوئی مسئلہ نہیں، کوئی مرد اس کام کے لیے تلاش کریں۔ میرا جسم اس وقت سخت درد کر رہا تھا۔ اسے آرام کی سخت ضرورت تھی کیونکہ اگلی صبح مختلف لوگوں سے کام کے سلسلہ میں میٹنگز شروع ہو جائیں گی۔

عبدالکریم چین کا اصل باشندہ ہے، اس کا چینی نام ''شافنگ'' ہے، پندرہ بیس منٹ کے انتظار کے بعد وہ مایوس ہو کر واپس آ گیا کہ صاحب صرف لڑکیاں ہی مساج کے لیے دستیاب ہیں۔ میں نے سختی سے منع کر دیا۔ پھر میں نے اپنے مولا سے ایک عجیب سی دعا مانگی ''اے اللہ تیرے پیارے نبی سیدنا محمد ﷺ کا سچا فرمان ہے:

'مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلَّهِ عَوَّضَهُ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا'

''جو شخص اللہ کی خاطر کوئی چیز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے''۔



میں سخت ضرورت کے باوجود تیری رضا کی خاطر لڑکی سے مساج نہیں کروا رہا۔ اب مجھے جلدی سے نیند عطا فرما اور میرے جسم کو درد سے نجات عطا فرما۔

قارئین کرام! دعا مانگنے کی دیر تھی کہ میری آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئیں، میں نے عبدالکریم کو جانے کا اشارہ کیا۔ لائٹ بند کی یا نہیں مجھے یاد نہیں، اتنا یاد ہے کہ میں چند منٹوں میں گہری نیند کے مزے لے رہا تھا۔

فجر کی نماز کے لیے اٹھا تو جسم بالکل ہلکا پھلکا تھا۔ جسم میں درد کا نام ونشان تک نہ تھا۔ سچ فرمایا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے کہ جو شخص اللہ کے لیے کسی چیز کو چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

## 101- بیمار پرسی کی دعا

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''جس آدمی نے ایسے مریض کی بیمار پرسی کی جس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا اور اس کے قریب بیٹھ کر سات مرتبہ یہ الفاظ کہے:

'أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ'

''میں عظمتوں والے اللہ، بہت بڑے عرش کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کو شفا عطا فرمائے۔''

بیمار پرسی کرنے والا یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ مریض کو صحت یاب کر دیتا ہے۔

جامع الترمذي، حديث: 2083.



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 102- اے اللہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو

سعودی عرب کے رہائشی ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اس سے کہہ رہا تھا: اس فون نمبر پر موجود فلاں شخص کو عمرہ کراؤ۔ فون نمبر بڑا واضح تھا۔ نیند سے بیدار ہوا تو اسے خواب اچھی طرح یاد تھا۔ مگر اس نے اسے وہم جانا اور خواب کو نظر انداز کر دیا۔ اگلے روز پھر اسے وہی خواب آیا کہ اسے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ یہ فون ملاؤ اور فلاں شخص کو عمرہ کراؤ۔ دوسرے دن کے خواب کے بعد یہ شخص اپنے محلّہ کے امام مسجد کے پاس گیا اور اسے بتایا: میں نے مسلسل دو دن یہ خواب دیکھا ہے۔ امام مسجد نے کہا: اگر تم نے پھر یہ خواب دیکھا تو اس فون نمبر کو اچھی طرح یاد رکھنا اور ممکن ہو تو اسے لکھ لینا اور پھر اس شخص سے رابطہ کر کے اسے عمرہ کروا دینا۔ تیسرے روز پھر اس نے خواب دیکھا کہ اسے کہا جا رہا ہے: اس فون نمبر پر فلاں نام کے شخص کو عمرہ کروا دو۔

اگلے روز اس شخص نے خواب میں بتلایا ہوا فون ڈائل کیا جس شخص نے فون اٹھایا اس سے ضروری تعارف کے بعد اس نے کہا: مجھے خواب میں کہا گیا ہے کہ میں تمہیں عمرہ کراؤں، لہذا میں اس نیک کام کی تکمیل کرنا چاہتا ہوں۔ جس شخص کو اس آدمی نے فون کیا وہ زور سے ہنسا اور کہنے لگا: کون سے عمرہ کی بات کرتے ہو؟ میں نے تو مدت ہوئی کبھی فرض نماز بھی ادا نہیں کی اور تم کہتے ہو کہ تم مجھے عمرہ کروانا چاہتے ہو!!

جس شخص نے خواب دیکھا تھا وہ اس سے اصرار کرنے لگا۔ اس کی منت سماجت کی اور کہا: دیکھو



میرے بھائی! میں تمہیں عمرہ کروانا چاہتا ہوں، سارا خرچ میرا ہوگا۔ خاصی بحث وتمحیص کے بعد وہ اس شرط پر رضامند ہوا کہ ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ عمرہ کروں گا مگر تم مجھے واپس ریاض لے کر آؤ گے اور تمام تر اخراجات تمہارے ذمہ ہونگے۔ اس نے موافقت ظاہر کر دی۔

وقت مقررہ پر جب وہ ایک دوسرے کو ملے تو خواب والے شخص نے دیکھا کہ واقعی وہ شکل وصورت سے کوئی اچھا انسان نہیں دکھائی دیتا تھا۔ اس کے چہرے سے عیاں تھا کہ وہ شرابی ہے اور نماز کم ہی پڑھتا ہے۔ اسے بڑا تعجب ہوا کہ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں تین مرتبہ اسے خواب میں عمرہ کروانے کے لیے کہا گیا ہے۔ دونوں شخص عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ میقات پر پہنچے تو انہوں نے غسل کر کے احرام باندھا اور حرم شریف کی جانب رواں دواں ہو گئے۔

انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کی۔ صفا ومروہ کے درمیان سعی کی۔ اپنے سروں کو منڈوایا اور اس طرح عمرہ مکمل ہو گیا۔ اب انہوں نے واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ حرم سے نکلنے لگے تو وہ شخص، جسے اس نے بہت کوشش اور منت سماجت سے عمرہ پر آمادہ کیا تھا کہنے لگا: دوست حرم چھوڑنے سے پہلے میں دو رکعت نفل ادا کرنا چاہتا ہوں۔ نجانے اس کے بعد عمرہ کی توفیق ہوتی بھی ہے یا نہیں۔ اسے کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا: نفل پڑھو اور بڑے شوق سے پڑھو۔ اس نے اس کے سامنے نفل ادا کرنے شروع کر دیے۔ جب وہ سجدہ میں گیا تو اس کا سجدہ طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا۔ جب کافی دیر گزر گئی تو اس کے دوست نے اسے بلایا۔ جب کوئی حرکت اس کے جسم میں نہ ہوئی تو اس نے اسے ٹٹولا۔ اچانک اس پر انکشاف ہوا کہ اس کے ساتھی کی روح حالت سجدہ ہی میں پرواز کر چکی تھی۔

اپنے ساتھی کی ایسی موت پر اسے بڑا رشک آیا اور وہ رو پڑا کہ یہ تو حسن خاتمہ ہے۔ کاش ایسی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت میرے نصیب میں ہوتی۔ ایسی موت تو ہر کسی کو نصیب ہو۔ وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔

قارئین کرام! یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس خوش قسمت کو آب زمزم سے غسل دیا گیا اس کو احرام پہنا کر حرم میں اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ لاکھوں فرزندان اسلام نے اس کا جنازہ پڑھا اور اس کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی۔ اس دوران ریاض میں اس کی وفات کی اطلاع دی جا چکی تھی۔ خواب دیکھنے والے شخص نے اپنے وعدہ کے مطابق اس کی میت کو ریاض پہنچا دیا جہاں اسے دفن کر دیا گیا۔

اس کے گھر میں رشتہ دار تعزیت کے لیے آتے رہے۔ چند ایام گزرنے کے بعد جس شخص کو خواب میں عمرہ کروانے کا حکم دیا گیا تھا اس نے فوت ہونے والے کی بیوہ کو فون کیا۔ تعزیت کے بعد اس نے کہا: میں جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے خاوند کی کونسی ایسی نیکی تھی کہ اس کا انجام اس قدر عمدہ ہوا۔ اسے حرم کعبہ میں سجدہ کی حالت میں موت آئی۔ اس موت پر تو صلحاء اور متقین رشک کرتے ہیں اور

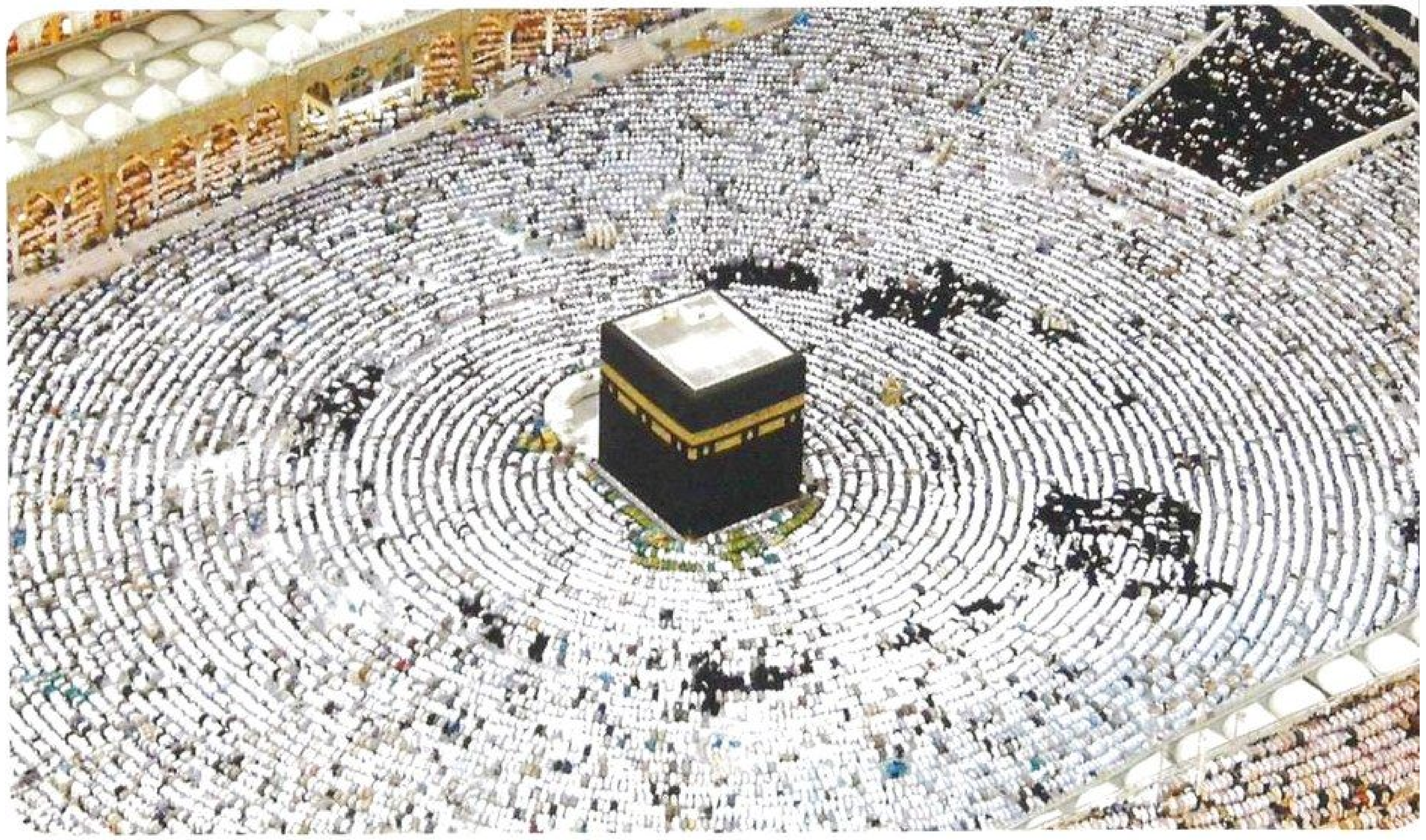



ایسی موت کی تمنا کرتے ہیں۔

بیوہ نے کہا: بھائی تم درست کہتے ہو میرا خاوند کوئی اچھا آدمی نہ تھا۔ اس نے ایک لمبی مدت سے نماز اور روزہ چھوڑ رکھا تھا۔ وہ شراب کا رسیا تھا اکثر و بیشتر شراب کی بوتل اس کے بستر پر ہوتی تھی۔ وہ رات کو شراب پی کر سوتا تھا۔ اور جہاں بھی جاتا اس کی کوشش ہوتی کہ اسے چھوڑ کر نہ جائے۔ میں اس کی کوئی خاص خوبی بیان نہیں کر سکتی۔ ہاں ایک خوبی جو اس میں تھی وہ یہ تھی کہ ہمارے ہمسایہ میں ایک نہایت فقیر بیوہ رہتی ہے۔ جس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میرا خاوند روزانہ رات کو بازار جاتا تو جہاں وہ اپنے بچوں کے لیے کھانا خریدتا وہیں اس بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کے لیے بھی کھانا لے آتا اور اس کے دروازے پر کھانا رکھ کر اسے آواز دیتا کہ میں نے کھانا باہر رکھ دیا ہے، اسے اٹھا لو۔

یہ بیوہ عورت کھانا اٹھاتی اور ساتھ ہی میرے خاوند کے لیے دعا کرتی:

'اللَّهُ يُحْسِنُ خَاتِمَتَكَ'

''اللہ تمہارا خاتمہ بخیر کرے''۔

قارئین کرام! اس طرح اس بیوہ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔ یہ اس بیوہ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ اس شرابی کا اتنے عمدہ طریقے پر خاتمہ ہوا کہ اس پر ہر مسلمان کو رشک آتا ہے۔

قارئین کرام! اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ السُّوءِ'

''بھلائی کے کام آدمی کو بری موت سے بچاتے ہیں''۔

موقع منتديات محمد غانم۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# 103- ایک عیسائی طبیب کا قبول اسلام

عراقی شہر بغداد کے قرب و جوار میں ایک عالم دین اپنے چالیس شاگردوں کے ہمراہ مقیم تھے۔ وہ ان کو دین کی تعلیم دیتے تھے۔ ذریعہ آمدنی کوئی خاص نہ تھا۔ بس لوگوں کے عطیات تھے جن پر گزر بسر ہوتا تھا۔ اگر کھانے کو کوئی چیز مل جاتی تو ''الحمد للہ'' ورنہ فاقہ کر لیا اور صبر و شکر کر کے بیٹھ گئے۔ کچھ وقت گزرا علاقے میں قحط کی صورت پیدا ہوگئی۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے عطیات دینے بند کر دیے۔ اور ان پر بھی فاقوں کا دور شروع ہوگیا۔

اس عالم دین نے اپنے شاگردوں سے کہا: ہمارے پاس کھانے پینے کی تمام اشیاء ختم ہوگئی ہیں۔ اسلام نے ہاتھ پر ہاتھ دھرے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ چلو اٹھو اور اس بستی کو چھوڑ دو۔ کسی ایسی جگہ چلتے ہیں جہاں کچھ کھانے کو مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مقدس کتاب میں حکم دیا ہے:

﴿فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ﴾

''تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو اور اللہ کی روزیاں کھاؤ''۔ الملك 67: 15۔

میں اس بات کو پسند کروں گا کہ تم میں سب سے پہلے میری اس بات پر کوئی شاگرد لبیک کہے اور کسی دوسری بستی میں چلا جائے۔ وہ اپنے لیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے کچھ خورونوش کا سامان لے کر آئے۔ ان میں سے ایک شاگرد بغداد کی جانب روانہ ہوگیا۔ اس کے نواحی محلے میں پہنچا تو اسے



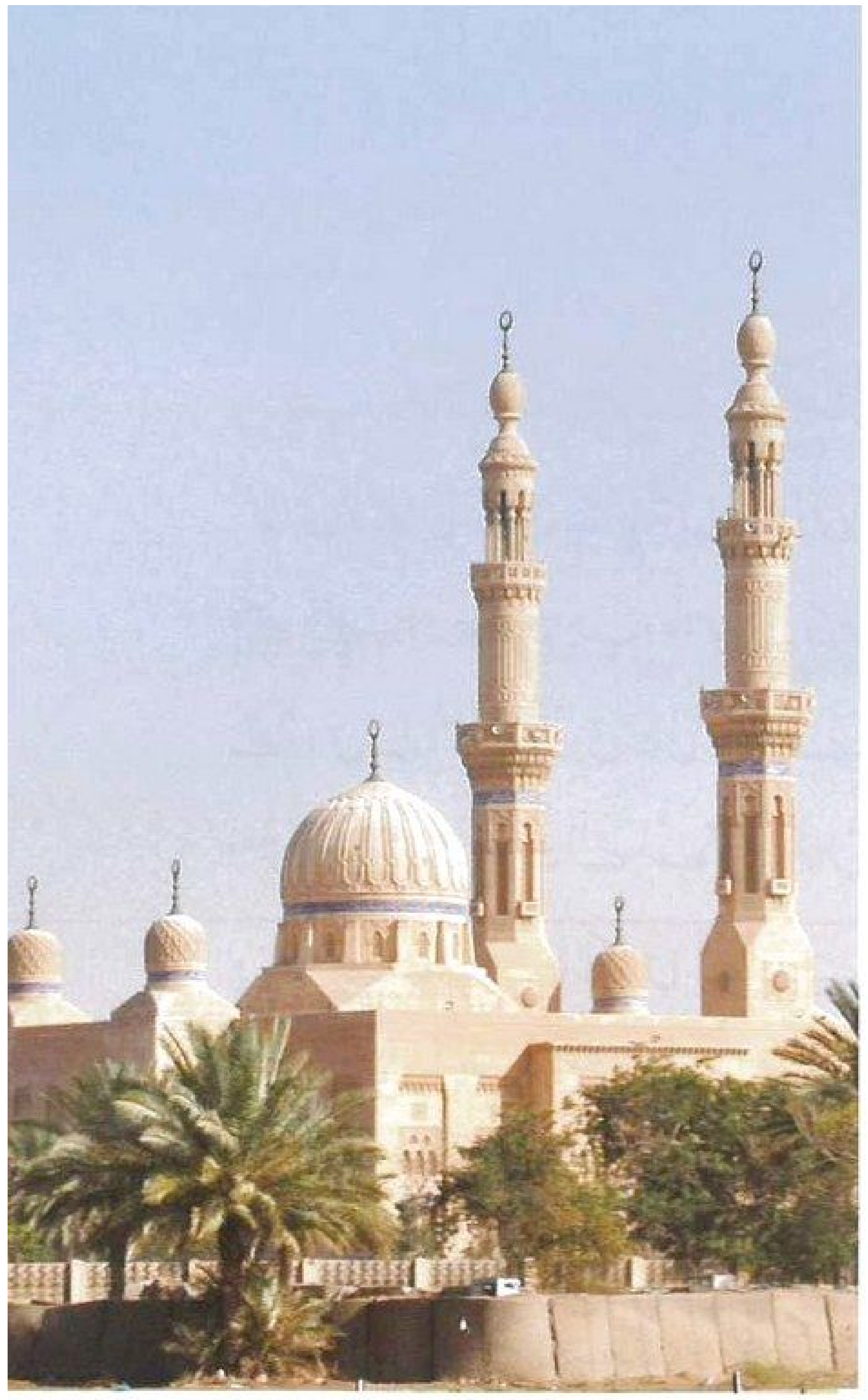

بغداد کی ایک مسجد کا خوبصورت منظر

بھوک نے خوب ستایا۔ مارے نقاہت سے اس سے چلا بھی نہ جا رہا تھا۔ اس کی غیرت اسے مانگنے سے بھی روک رہی تھی اسے کوئی ایسا شخص بھی نظر نہ آیا جس سے سوال کر سکے۔ وہ پریشان حال جا رہا تھا کہ اسے ایک عیسائی طبیب کی دکان نظر آئی۔ دکان پر مریضوں کی خاصی بھیڑ تھی؛ عیسائی طبیب لوگوں کی بیماریوں کا علاج کر رہا تھا۔ یہ شاگرد بھی اس دوکان میں داخل ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد طبیب کی نظر اس پر پڑی تو اس نے پوچھا: تمھیں کیا مرض لاحق ہے؟

اس نے لاچارگی کے عالم میں نبض دکھانے کے لیے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ طبیب نے اس کی نبض کو ٹٹولا اور مسکرا کر کہنے لگا: میں نے تمہاری بیماری معلوم کر لی ہے۔ مجھے اس کا علاج بھی معلوم ہے۔ اس نے اپنے ملازم کو آواز دی کہ فوراً بازار جاؤ، کچھ روٹیاں، بھنا ہوا گوشت اور حلوہ لے آؤ۔

اس نوجوان نے عیسائی طبیب سے کہا: جناب یہ بیماری صرف مجھے ہی نہیں بلکہ چالیس اور آدمیوں کو بھی ہے۔

طبیب نے اپنے ملازم کو آواز دی کہ چالیس افراد کے لیے کھانا لے آؤ۔ ملازم کھانا لینے کے لیے روانہ ہوگیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ چالیس افراد کے لیے کھانا لے آیا۔ اس مسیحی طبیب نے اس نوجوان سے کہا: میرے ایک ملازم کو اپنے ہمراہ لو اور یہ کھانا اپنے ساتھیوں کے پاس فی الفور



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جاؤ۔

جب وہ کھانا لے کر چلے گئے تو اس عیسائی طبیب کے دل میں خیال آیا: مجھے معلوم تو کرنا چاہیے کہ اس نوجوان نے اپنے چالیس ساتھیوں کے متعلق سچ بولا ہے یا جھوٹ۔ چنانچہ وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوگیا۔ جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں اس کے ساتھی اپنے استاذ سمیت ٹھہرے ہوئے تھے تو اس نے انہیں خوشخبری سنائی: تمہارے لیے کھانا آگیا ہے۔ اٹھو مل کر کھاتے ہیں۔ اس نے فورا دستر خوان لگایا۔ بھوک سے سب کا برا حال تھا۔ ان کے استاذ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور پوچھا: پہلے بتاؤ کہ یہ کھانا کہاں سے اور کیسے لائے ہو؟

عیسائی طبیب بھی دروازے کے پاس کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

نوجوان نے اپنے استاذ کو تفصیل سے بتایا کہ یہ کھانا عیسائی طبیب نے بھجوایا ہے۔ ان کے استاد نے شاگردوں سے کہا: کیا تمہیں یہ بات اچھی لگی کہ تم اس عیسائی طبیب کا کھانا بغیر کوئی معاوضہ دیے کھالو؟ شاگردوں نے پوچھا: اس کا معاوضہ کیا ہوسکتا ہے اور ہمارے پاس دینے کو ہے کیا؟ آؤ کھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جس شخص نے ہمیں کھانا کھلایا ہے اللہ اسے جہنم سے نجات دے دے، استاذ نے کہا۔ استاذ سمیت تمام شاگردوں نے اپنے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں اٹھادیے وہ انتہائی خشوع وخضوع سے رورو کر اس شخص کے مسلمان ہونے کی دعا کر رہے تھے۔ ادھر وہ عیسائی طبیب ان کی دعا سن رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا یہ لوگ سخت بھوکے پیاسے ہونے کے باوجود میرے لیے دعاؤں میں مصروف ہیں تو اس پر رقت طاری ہوگئی۔ اس نے دروازے پر دستک دی اور بولا: دروازہ کھولیے، جب دروازہ کھلا تو اس نے اندر داخل ہو کر اپنی زنار کو اتار دیا اور کہنے لگا:

'أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ'



# 104- دق وسل کے مریضوں میں تو پھر بھی جان ہوتی ہے

قارئین کرام! راقم الحروف کے بچپن کی حسین اور سنہری یادوں میں والد محترم کا خوبصورت اور پر ترنم آواز سے اشعار پڑھنا بھی شامل ہے۔

جو اشعار میرے حافظہ میں محفوظ رہ گئے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔

تجھے قدرت ہے مولا ایک پل میں کیا سے کیا کردے
زمین کو آسماں کردے ثریا کو ثراء کردے
دق وسل کے مریضوں میں تو پھر بھی جان ہوتی ہے
جو چاہے تو تو مُردوں کو بھی جیتا جاگتا کردے

میں اس وقت بہت چھوٹا تھا دق وسل کے مفہوم اور معنی سے بھی ناآشنا تھا۔ جب بڑا ہوا تو معلوم ہوا کہ ٹی بی کے مرض کو دق وسل کہا جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں یہ بیماری تقریبا لاعلاج ہوتی تھی۔ اسے عرف عام میں بڑی بیماری کہا اور سمجھا جاتا تھا۔ جسے یہ بیماری لگ جاتی تو اس کا انجام موت ہی ہوتا تھا۔

اوپر کے اشعار پر ذرا غور کریں، کس دردناک طریقے سے کہے گئے ہیں۔ میں نے ایک دن والد محترم سے پوچھا: ابا جان! ان اشعار کا مفہوم کیا ہے؟

انہوں نے بتایا: ایک شخص کو اپنی بیوی سے شدید محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی کہ اس کی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کو دق وسل یعنی ٹی بی کی بیماری لگ گئی۔ اس نے اپنی بیوی کا علاج کرنے میں ساری کوششیں کر ڈالیں، مگر بیماری بڑھتی ہی چلی گئی۔ ایک دن ایسا بھی آیا جب ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا۔

مایوسی کے اس عالم میں اس نے اپنے رب کو پکارنا شروع کیا اور نہایت دردناک آواز میں اپنے رب کی تحمید وتمجید بیان کی۔ پھر ان اشعار میں اپنے رب سے دعا کی۔

دق وسل کے مریضوں میں تو پھر بھی جان ہوتی ہے
جو چاہے تو تو مردوں کو بھی جیتا جاگتا کردے

اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اس کی بیوی کو اپنے فضل وکرم سے شفا عطا فرما دی۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

## 105- دعائے استسقا کی برکت

رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے مال واولاد میں برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعا کے باعث وہ بہت مالدار ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی زمینوں کا نگران ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: ہم بدترین قحط سالی کا شکار ہیں۔ زمین پانی کے لیے ترس گئی ہے۔ درخت مرجھا گئے ہیں۔ جانور انتہائی لاغر اور کمزور ہو رہے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ سن کر نماز استسقا کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں آبادی سے باہر نکل کر ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔ نماز پڑھی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ آپ نے دعا ختم نہیں کی تھی کہ موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ جل تھل ایک ہو گئے۔ پیاسی زمینیں اور جانور سیراب ہو گئے۔

دلائل النبوة للبيهقي: 148/6.



## 106- نومولود بچے کی گواہی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ‘

’’پوری تاریخ انسانی میں صرف تین بچوں نے گہوارے میں گفتگو کی ہے۔‘‘

ان تین بچوں میں سے ایک تو عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور دوسرے کا قصہ آگے آرہا ہے جبکہ تیسرا جریج کی گواہی دینے والا بچہ ہے۔ اس قصے کی تفصیل یہ ہے کہ جُریج بنو اسرائیل میں ایک عابد وزاہد اور شب زندہ دار عالم تھے۔ انہوں نے عبادت کے لیے آبادی سے باہر ایک جھونپڑی نما گرجا گھر بنا لیا تھا۔

ایک دن وہ عبادت میں مشغول تھے، ان کی والدہ ایک لمبی مسافت طے کر کے ان سے ملنے آئیں اور آواز دی: اے جُریج! جُریج نے اپنے دل میں کہا: اے اللہ! میری ماں پکار رہی ہے اور میں اس وقت نماز میں مشغول ہوں۔ ماں کو جواب دوں یا نماز میں مشغول رہوں؟ بہر حال وہ اپنی صوابدید کے مطابق نماز پڑھتے رہے اور ماں کی پکار کا جواب نہیں دیا۔ ماں واپس چلی گئی۔ دوسرے دن پھر وہ آئی، اس وقت بھی جُریج نماز پڑھ رہے تھے۔ ماں نے آواز دی: اے جُریج!...... جُریج نے اپنے دل میں کہا: اے اللہ! میں تیری عبادت میں مشغول ہوں۔ ادھر میری ماں مجھے پکار رہی ہے...... میں کیا کروں؟ بہر حال اِس کشمکش کے باوجود وہ نماز میں مشغول رہے۔ ماں واپس چلی آئی۔ تیسرے دن پھر آئی، اس دن بھی جُریج عبادت میں مشغول تھے۔ ماں نے آواز دی: بیٹا جُریج! جُریج نے دل ہی دل میں کہا: اے میرے پروردگار! میری ماں اور میری نماز!...... اور وہ چپ چاپ حسب معمول نماز ہی پڑھتے رہے۔ ماں کی صدا کا جواب نہیں دیا۔ ماں کے منہ سے بد دعا نکل گئی:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'اللّٰھُمَّ! لَاتُمِتْهُ حَتّٰى يَنْظُرَ إِلٰى وُجُوْهِ الْمُومِسَاتِ'

"اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک یہ بدکار عورتوں کے منہ نہ دیکھ لے۔"

جُریج کی ماں بد دعا کر کے واپس چلی گئی۔ بنو اسرائیل میں جُریج کے بارے میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ وہ جُریج کی عبادت پر حسد کرنے لگے ...... انہوں نے خود تو جریج کی بلندی تک پہنچنے کی کوشش نہ کی......البتہ ان کی خواہش تھی کہ وہ جریج کو اپنی پستی تک اُتار لائیں تاکہ وہ بھی ان ہی کی طرح فسق وفجور اور فحاشی و بدکاری میں مبتلا ہو جائے۔

بنو اسرائیل نے حدودِ الٰہی پامال کر کے پردے کی اہمیت کو فراموش کر دیا تھا، لہٰذا عورتوں اور مردوں کا باہم اختلاط شروع ہو گیا۔ مردوں کی مجلسوں میں عورتیں بناؤ سنگار کر کے شریک ہونے لگیں اور مرد بھی عورتوں سے لطف اندوز ہونے لگے۔ اِس وجہ سے ان میں زنا کاری و بدکاری اور سرکشی وطغیانی کی وبا پھیل گئی۔

جُریج کی ماں کی بد دعا کے بعد بنو اسرائیل ان کی پاکیزہ زندگی کو داغدار کرنے کی منصوبہ سازی کرنے لگے۔ ان لوگوں کی بستی میں ایک بدکار عورت رہتی تھی۔ وہ نہایت خوبصورت تھی۔ لوگ خوبصورتی میں اس کی مثال دیا کرتے تھے۔ اس نے بنی اسرائیل سے کہا: اگر تم چاہو تو میں جُریج کو اپنے دامِ فریب میں پھانس لوں؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، یہ بڑی اچھی ترکیب ہے۔

اُس فاحشہ نے خوب بناؤ سنگار کیا۔ جریج کی خدمت میں پہنچی اور اُن پر ڈورے ڈالنے لگی۔ لیکن انہوں نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ اب فاحشہ نے ایک اور چال چلی، وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو جُریج کی جھونپڑی کے پاس رہتا تھا۔ اس چرواہے نے اس فاحشہ کے ساتھ بدکاری کی تو وہ حاملہ ہو گئی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے یہ کہنا شروع کر دیا: یہ بچہ جُریج کا ہے۔

بنو اسرائیل جُریج کو رُسوا کرنے کی تاک میں تھے، یہ خبر سنتے ہی وہ جریج پر چڑھ دوڑے،



اُنہیں عبادت گاہ سے باہر گھسیٹا، اسے ڈھا دیا اور انہیں بری طرح زدوکوب کرنے لگے۔

جُریج نے پوچھا: وجہ کیا ہے، تم لوگ آخر کیوں مجھے مار رہے ہو؟

یہودیوں نے کہا: تم نے اس بدکار عورت سے منہ کالا کیا ہے۔ یہ بچہ تمہارے اس گناہ کا نتیجہ ہے۔

جُریج نے کہا: ٹھیرو! ......اس بچے کو میرے پاس لاؤ۔

لوگ اس بچے کو ان کے پاس لے آئے۔

جُریج نے کہا: مجھے نماز پڑھ لینے دو۔

وہ نماز پڑھ کر بچے کے پاس آئے اور اس کا پیٹ دبا کر پوچھا:

بتا اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟

اللہ کی قدرت سے وہ شیر خوار بچہ بول اٹھا: میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔

بچے کی گفتگو سنتے ہی لوگ سخت نادم و پریشاں ہوئے اور جریج کو بوسہ دینے اور بطور تبرک چھونے لگے۔

لوگوں نے کہا: ہم آپ کی عبادت گاہ سونے کی بنا دیں گے۔

جُریج نے کہا: نہیں! بلکہ مٹی سے ویسی ہی بنا دو جیسی یہ پہلے تھی۔

لوگوں نے جُریج کی جھونپڑی پہلے ہی کی طرح بنا دی۔

صحیح مسلم، حدیث:2550۔

قارئین کرام! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نیک عبادت گزار آدمی کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ آدمی جتنا بھی عبادت گزار ہو مگر والدین کو راضی رکھنا بے حد ضروری ہے کیونکہ ان کی بد دعا اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ